مُرقّع رامائن

یعنی

رامائن کا بہترین خلاصہ

جو

ابتدائی جماعتوں کے فائدے کے لئے
قلمبند کیا گیا

از

منشی غلام قادر فرخ ایڈیٹر رسالۂ 'انسان' امرتسر
و
مسٹر کے۔ ایل۔ رلیا رام صاحب
ہیڈ ماسٹر رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور

لاہور
رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز
ایجوکیشنل پبلشرز

تعداد جلد ... دفعہ ۱ قیمت فی جلد 33 پائی

فہرست مضامین

مضمون	نمبر صفحہ

دیباچہ

رامائن ہنود کی ایک مقدّس اور معتبر کتاب ہے۔ جس سے زمانۂ قدیم کے لوگوں کی عادات و اخلاق اور طرز معاشرت کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔ ہر ایک انسان کے لیئے جو اِس دُنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے آیا ہے۔ اِس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اِس میں نہ صرف اُن تمام حالتوں کا جن میں سے ہم کو زندگی کے مختلف حصّوں میں گذرنا پڑتا ہے دلنشین طریقے سے نقشہ کھینچا گیا ہے۔ بلکہ نہایت خوبی سے فرض۔ اطاعت۔ استقلال نیکی اور محبّت کی تعلیم دی گئی ہے+

چونکہ رامائن ایک ضخیم کتاب ہے۔ اِس میں بعض واقعات ایسے پیچیدہ ہیں۔ کہ عوام النّاس کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اور خاص کر چھوٹے بچے جن کی اخلاقی۔ دماغی۔ اور ذہنی ترقی کے وسائل مہیّا کرنا ہمارا فرض ہے۔ اِس سے پورے طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اِس لیئے ضروری معلوم ہوُا۔ کہ رامائن کا خُلاصہ نہایت سادہ اور عام فہم زبان میں قلمبند کیا جائے۔ تاکہ اصل کتاب کے پڑھنے سے

طالب علموں کو نہ دماغ پر زیادہ زور دینا اور نہ بہت سا وقت صرف کرنا پڑے +

اُمید ہے - کہ یہ "مرقع رامائن" پیارے طالبعلموں کے لئے پوری دلچسپی کا موجب ہوگا - اور وہ اِس کو محض ایک قصہ یا کہانی سمجھ کر نہیں پڑھینگے - بلکہ رام چندر جی کے حالات سے بزرگوں کی فرماں برداری لچھمن جی کے واقعات سے برادرانہ محبّت اور بھرت جی کی زندگی سے حق شناسی کا سبق سیکھیں گے +

موجودہ زمانہ میں اہل ہند کی اخلاقی حالت ناقابل اطمینان ہے - اور اِس کمی کو پورا کرنے کے لئے اپنے بزرگانِ سلف کے حالات - اقوال اور کارنامے اُنہیں زیادہ مفید ہو سکتے ہیں - چنانچہ اِس لحاظ سے رامائن ایک مفید اور بہترین کتاب ہے - جو پڑھنے والوں کے دل و دماغ پر بہت اچھا اخلاقی اثر پیدا کرتی ہے +

نیاز مند - مؤلف

پہلا باب

راجہ دسرتھ کے حالات

زمانہ قدیم میں جس کو ہنود تریتا یگ کہتے ہیں۔ سرجو ندی کے کنارے ایک شہر اجودھیا آباد تھا۔ جو ابھی تک آباد ہے۔ مگر اس کی وہ شان و شوکت اور رونق باقی نہیں رہی۔ یہ شہر رگھو بنسی[1] راجاؤں کا پایہ تخت تھا۔ جو اپنے اپنے وقت میں بڑے بہادر۔ رعایا پرور اور روشن تدبیر تھے۔ اِس خاندان کا راجہ رگھو بڑا نیک اور با اقبال تھا۔ اُس کا بیٹا

[1] رگھو بنسی سورج بنسی کی ایک شاخ ہے۔

اج تھا - اور اج کے نُورِ نظر راجہ دسرتھ تھے ٭

راجہ دسرتھ کا انتظام حکومت نہایت اعلیٰ تھا - رعایا خوشحال تھی - ہر ایک کام خوب سوچ سمجھ کر کیا جاتا تھا - اِنصاف کے وقت اِنصاف اور رحم کے وقت رحم ہوتا تھا - اگر دربار میں ایک طرف وزیران خوش تدبیر سلطنت کی ترقی کی تدبیریں سوچتے تھے - تو دوسری طرف بڑے بڑے رشی منی راجہ اور پرجا کی اخلاقی اور رُوحانی بہتری کے ذریعے تلاش کرتے تھے - غرضیکہ راجہ دسرتھ کا عہدِ حکومت ہر لحاظ سے بہتر اور عُمدہ تھا - امیر و غریب چھوٹے بڑے نہایت آرام سے زندگی بسر کرتے تھے ٭

راجہ دسرتھ کی تین رانیاں - کوشلیا - کیکئی اور سومترا تھیں - مگر کسی کے ہاں اولاد نہ تھی - راجہ کو کسی بات کا غم نہ تھا - دولت مال اور دُنیاوی جاہ و حشمت کی کوئی کمی نہ تھی - مگر صرف اولاد نہ ہونے کی فکر ہر وقت بے قرار رکھتی تھی - آخر خیر اندیش اور خوش تدبیر وزیروں نے صلاح دی - کہ اشومیدھ یگیہ کیا جائے - اِس سے آپ کے دل کی مراد بر آئیگی - ایشور آپ کو اولاد بخشے گا ٭

راجہ اِس تجویز کو سُن کر نہایت خوش ہُوا - اور فوراً عملدرآمد کا حکم دیا - تھوڑے ہی دِنوں میں تمام انتظام مکمل ہوگیا - مقررہ دن پر بڑے بڑے رِشی - مُنی - گیانی - دِھیانی اور دھرماتما لوگ جمع ہوگئے

سب نے بڑی سرگرمی سے حصّہ لیا۔ اور یگیہ نہایت کامیابی اور عمدگی سے اختتام کو پہنچا۔ راجہ کو اُمید ہوگئی۔ کہ اب اُس کے دل کی مُرادیں ضرور بر آئینگی ✣

دوسرا باب

رام چندر جی اور اُن کے بھائیوں کی پیدایش و پرورش

راجہ دسرتھ کو اُمّید ہوگئی۔ کہ اب اُن کے ہاں ضرور اولاد ہوگی۔ چنانچہ وہ اُن مُبارک ایّام کے اِنتظار میں گھڑیاں شمار کرنے لگے۔ آخر جب مقررہ میعاد پُوری ہوئی۔ تو تینوں رانیوں کے بطن سے چاند سے بیٹے پیدا ہُوئے۔ جن کی بدولت راجہ دسرتھ کا محل روشن ہوگیا ✣

رانی کوشلیا کے بطن سے رام چندر جی کا ظہور ہُوا۔ کیکئی کے بطن سے بھرت جی پیدا ہُوئے۔ اور سومترا کے بطن سے لچھمن جی اور شترگھن کی پیدائش ہُوئی ✣

کہاں راجہ دسرتھ ایک لختِ جگر کے لئے ترستے

تھے - اور کہاں اُن کی اُمیدوں کو چار چاند لگ گئے - شاہی محل عشرت کدہ بن گیا - اجودھیا نگری مہینوں تک ایک نئی نویلی دُلہن کی طرح آراستہ رہی - اُمراء و وُزرا مارے خوشی کے پھُولے نہیں سماتے تھے - تمام قلمرو میں راحت و شادمانی کا دَور دَورہ تھا - ہر طرف سے مُبارک و سلامت کے پیغام آتے تھے - تحفہ تحائف کی کوئی حد نہ رہی - جا بجا جشن ہونے لگے - رعایا نے راجہ کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھ کر اظہارِ مُسّرت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا - راجہ نے بھی رعایا کو خوشحال کر دیا - جی بھر کر دان کیا - لنگر جاری ہو گئے - غریبوں اور مسکینوں کو آرام سے کھانا مِلنے لگا - حاجتمندوں کی حاجتیں پوُری کی گئیں - جو سوالی آیا مالا مال ہو کر گیا - غرضیکہ جو رعایتیں ایک نیکدل - رعایا پرور اور روشن خیال فرماں روا کے شایاں شان تھیں رعایا کو حاصل ہُوئیں - سب راجہ کے عُروج و اقبال کے خواہاں اور نونہالوں کی درازئ عُمر کے دُعا گو تھے +

چاروں بھائیوں کی نہایت ناز و نعم سے پرورش ہُوئی - صِحّت و تندرُستی کا خاص خیال رکھّا گیا - جب چلنے پھرنے کے قابل ہوئے - اور توتلی زبان سے پیاری پیاری باتیں کرنے لگے - تو اُن کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ ہُوئی - نہایت قابل اتالیق انتخاب کئے گئے - جنہوں نے عُمر اور مذاق کے لحاظ سے اُن

کو لکھانا پڑھانا شروع کیا۔ وہ ہونہار ذرا سے اشارہ پر ہر بات کی تہ تک پہنچ جاتے۔ اور جو اُستاد سمجھاتے نہایت آسانی سے سمجھ لیتے۔ جُوں جُوں سن بڑھتا گیا۔ دماغی طاقتیں بھی نشو و نما پاتی گئیں۔ اور اِسی مناسبت سے اُن کو مختلف علُوم و فنُون کی تعلیم دی گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ عِلم اخلاق۔ عِلم دین آئینِ جہانداری اور فنِّ حرب و ضرب سے پُورے واقف ہوگئے۔ غرضیکہ انُہوں نے بچپن اور جوانی کے درمیانی زمانہ میں ضروری علُوم و فنُون حاصِل کرلئے۔

جب چاروں بھائی گھوڑوں پر سوار سَیر کو نکلتے۔ تو سب تصویرِ حیرت بن جاتے۔ اُن کا حُسن و جمال اُن کا جاہ و جلال اور اُن کا ادب و نیاز دیکھنے والوں پر جادُو کا اثر کرتا تھا۔ رام چندر جی اِن سب سے فائق تھے۔ اُن کے پُرنور چہرے میں شانِ خدا نظر آتی تھی۔ اُن کے عادات و خصائل سے خاص عظمت و فضیلت نمایاں تھی۔ راجہ دسرتھ اگرچہ سب بیٹوں سے یکساں سلوک روا رکھتے تھے۔ مگر رام چندر جی سے اُن کو بے حد محبّت تھی۔ اراکینِ سلطنت اُن کو خاص وقعت سے دیکھتے تھے۔ رعایا میں اُنہیں نہایت ہر دلعزیزی حاصل تھی۔ اور تینوں بھائی بھی دھرم شاستر کے فرمان کے بموجب اُن کے مطیع و فرماں بردار تھے۔

تیسرا باب

رام چندر جی کی وِشوامتر کیساتھ روانگی

ایک دن راجہ دسرتھ اپنے دربار میں جلوہ افروز تھے۔ مشیرانِ حکومت حسب مراتب ادب سے بیٹھے امور سلطنت انجام دے رہے تھے۔ راجہ کا چہرہ مارے خوشی کے باغ باغ تھا۔ اُنھوں نے چاروں فرزندوں کے حُسن و شباب۔ لیاقت و شجاعت کی تعریف کی۔ اور کہا۔ کہ اب یہ سنِ بلوغ کو پہنچ گئے ہیں۔ بہتر ہے کہ جہاں ان کا جوان اور لائق ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان کی شادیاں کرکے بہوؤں کا سُکھ بھی دیکھوں ؂

راجہ دسرتھ نے ابھی اِتنا ہی کہا تھا۔ کہ چوبدار نے آکر عرض کیا۔ کہ مہاراج! شری وِشوامتر جی درِ دولت پر تشریف لائے ہیں۔ اور آپ سے ملنے کے آرزومند ہیں۔ راجہ دسرتھ معہ گرو وشِشٹ جی پیشوائی کے لئے دروازہ پر گئے۔ شری وشوامتر کو تعظیم و تکریم سے دربار میں لائے۔ اور نہایت عزّت سے بٹھایا۔ راجہ دسرتھ نے تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔

کہ آپ نے نہایت مہربانی فرمائی - ذرّہ نوازی کی - جو
ارشاد ہو - بسر و چشم بجا لانے کو تیار ہوں - مال و
دولت آپ کے قدموں پر نثار ہے - مُلک و حکومت
کے آپ مالک ہیں - میں تو آپ کا ادنےٰ غلام ہوں -
یہ میری خوش قسمتی ہے - کہ آپ نے غریب خانہ پر
آکر درشن دیئے - مجھے اِس سے بڑھ کر خوشی کبھی
نصیب نہیں ہوئی - مَیں ہر ایک خدمت کے لئے
جو میرے امکان میں ہے - دل و جان سے حاضر ہوں +
وشوامتر - "شاباش! مجھے آپ سے یہی توقع تھی -
آپ رگھو بنسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں - یہ
کب ممکن ہے - کہ کوئی سوال کرے - اور مایوس
جائے - لیکن آپ اپنے قول پر پھر غور کر لیں -
تاکہ مجھے اظہار مطلب کے بعد مایوسی حاصل نہ ہو"+
راجہ دسرتھ - (کسی قدر جھجک کر) "نہیں نہیں -
آپ بلا تکلف فرمائیے - جو میرے امکان میں ہے -
ہر طرح حاضر ہوں" +
وشوامتر - (قیافہ سے معلوم کر کے) "اگر آپ سوال
ہی کے منتظر ہیں - تو سنئے - مَیں یگیہ میں مصروف
ہوں - مگر ماریچ اور سباہو نامی راکشس - مجھے
کامیاب نہیں ہونے دیتے - اور وہ کسی نہ کسی
طرح خلل ڈال کر بنا بنایا کام بگاڑ دیتے ہیں -
میرا کچھ بس نہیں چلتا" +
راجہ دسرتھ - "یہ آپ نے کیا بات کہی - آپ تو دُعا

سے دُنیا کو زیر و زبر کر سکتے ہیں۔ دیوتا آپ کے نام سے تھر تھر کانپتے ہیں۔ بھلا یہ ماریچ و سباہو کیا بلا ہیں۔ جو آپ کے کام میں خلل ڈالیں"+

وشوامتر۔"یہ دُرست ہے۔ مگر بزرگوں کا حکم ہے۔ کہ جب کوئی یگیہ کرے۔ تو بالکل گئو بن جائے۔ غصہ کا خیال تک دل میں نہ لائے۔ ذرا ماتھے پر بل پڑا۔ اور سارا ثواب عذاب سے بدل گیا۔ اس لئے اگر میں راکششوں کو دُور کرنے کی کوشش کرونگا۔ تو ضرور غصہ سے کام لینا پڑیگا"+

راجہ دسرتھ۔"نہیں نہیں۔ مجھے کوئی انکار نہیں۔ آپ جو مدد مجھ سے چاہیں۔ حاضر ہوں"+

وشوامتر۔"ذرا سی بات ہے۔ زیادہ تکلیف دینا منظور نہیں"+

راجہ دسرتھ۔"ارشاد فرمائیے"+

وشوامتر۔"فقط اِتنا ہی چاہتا ہوں۔ کہ آپ اپنے فرزند ارجمند رام چندر کو میرے ہمراہ کر دیں۔ سب کام دُرست ہو جائیگا"+

یہ بات سنتے ہی راجہ دسرتھ کے حواس اُڑ گئے۔ اور دل میں خیال کیا۔ کہ "رام چندر جی کل کے بچے راکششوں سے مقابلہ کی ان میں کہاں طاقت!"

راجہ دسرتھ۔"مہاراج! جتنی فوج چاہیں۔ یگیہ کی حفاظت کے لئے حاضر ہے۔ اوّل تو رام چندر جی ابھی اِس بھاری مہم کے انجام دینے کے قابل نہیں

اور دوسرے مجھ میں اتنی تاب کہاں - کہ ایک دم کے لئے بھی اُن کو جُدا کرسکوں"+

وشوامتر۔ "ٹھیک! مگر اپنا قول یاد کیجے - کیا میں نے بے سوچے سمجھے آپ سے یہ سوال کیا ہے؟ مجھے رامچندر جی کی قابلیتوں پر بھروسہ ہے - سوائے ان کے کوئی اس کام کو انجام نہیں دے سکتا - اور اس میں آپ کے بھلے کی بات ہے - اگر آپ وعدہ کرکے انکار کرتے ہیں - تو اپنے خاندان کے نام پر بٹہ لگاتے ہیں"+

راجہ دسرتھ۔ "نہیں مہاراج! مجھے انکار نہیں - صرف محبت پدری ہے - جو رام چندر جی کی جُدائی گوارا نہیں کرتی - اگر آپ کی یہی مرضی ہے - تو مجھے کوئی عذر نہیں"+

راجہ دسرتھ نے بات پُوری کرنے کے خیال سے رام چندر جی کو وشوامتر کے ساتھ روانہ کرنے کا ارادہ کرلیا - اُن کی تسلی کے لئے لچھمن جی بھی ہمراہی کے لئے تیار ہوگئے - راجہ دسرتھ نے برضا ورغبت دو تو نونہالوں کا ہاتھ وشوامتر کے ہاتھ میں دیا - اور آپ رانی کوشلیا - اور وشسٹ جی رخصتی اشیرباد کے شلوک پڑھنے لگے - روانگی کے وقت راجہ دسرتھ نے شری رام چندر کو چھاتی سے لگایا - پھولوں کی بارش ہوئی - اور ہر طرف سے

"بسلامت روی و باز آئی"

کی صدائیں آنے لگیں - آگے آگے وشوامتر تھے - پیچھے رام چندر جی اور اُن کے عقب میں لچھمن جی - دونو آفتاب و ماہتاب شاہانہ لباس زیب تن کئے تھے پُشت پر دو دو ترکش اور ہاتھ میں دھنش بان - اُن کے نورانی چہرے جگمگا رہے تھے - جس نے دیکھا - بے ساختہ "چشم بد دُور" بول اُٹھا - جب تک نظر نے کام کیا - راجہ دسرتھ - رانی کوشلیا اور رانی سومترا و دیگر اہل خاندان اپنے نور چشموں کو دیکھتے رہے ×

چوتھا باب

یگیہ کا کامیابی سے اختتام

وشوامتر - رام چندر جی - اور لچھمن جی منزل بہ منزل وہاں پہنچے - جہاں سرجو ندی اور دریاے گنگا ملتے ہیں - وہاں رات بسر کی - صبح ضروریات اور اشنان دھیان سے فارغ ہوکر منزل مقصود کی راہ لی - کشتی پر سوار ہوئے - دریائی سفر کا لُطف اُٹھاتے کچھ عرصہ کے بعد ساحل پر اُترے - اور گورکھ نامی ایک بڑے گھنے جنگل میں پہنچے - جس کے بُلند بُلند درخت آسمان

سے باتیں کرتے تھے۔ شاخیں پھل پھولوں سے لدی ہُوئی تھیں۔ پرندے پیاری پیاری راگنیاں گاتے تھے۔ چرندے بڑی بے فکری سے چرتے پھرتے تھے۔ اس جنگل میں راکششوں کا ڈیرا تھا۔ جو کہ راہرووں کو تنگ کرتے تھے۔ تاڑکا نامی راکششی بڑی تُند خو اور قوی ہیکل تھی۔ بڑے بڑے بہادر اس کے نام سے کانپتے تھے۔ وشوامتر نے رام چندر جی کو اُس کے قتل کی ترغیب دی۔ مگر اُنہوں نے کہا۔ کہ عورت پر ہاتھ اٹھانا مردوں کا کام نہیں۔ آپس میں دیر تک بحث و تکرار ہوتی رہی آخر وشوامتر نے رام چندر جی کو قائل کر لیا۔ اور رام چندر جی اُس سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوگئے۔

اُدھر تاڑکا کو بھی خبر ہوگئی۔ کہ وشوامتر دو بہادر شہزادوں کو اُس کے اور اُس کے بہادر بیٹوں۔ ماریچ اور سباہو کے قتل کرنے کے لئے ساتھ لائے ہیں۔ وہ شور و غل مچاتی اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اُن پر حملہ آور ہوئی۔ رام چندر جی نے تیروں کی ایسی بارش کی۔ کہ اُس کا جسم چھلنی ہوگیا۔ اور فرش زمین پر لوٹ کر بے دم ہوگئی۔

وشوامتر اس کامیابی اور ابتدائی فتح پر بہت خوش ہُوئے۔ اُنہوں نے پیار سے رامچندر جی کو چھاتی سے لگایا۔ اور دُعا و برکت دی۔ اور فرمایا۔ اب شام ہونے والی ہے۔ یہیں کہیں بسیرا کریں۔ اپنا آشرم کچھ دُور نہیں۔ صبح چلے چلینگے۔ ایک مشکل دُور ہُوئی۔ اور

کام بھی آسان ہو جائینگے +

صبح اُٹھے - نہا دھو کر فارغ ہوئے - عبادت کی - وشوامتر جی نے دونو بھائیوں کو فنِ جنگ کے ایسے ایسے اصُول سِکھائے - جو کسی کے خواب و خیال میں نہ آسکتے تھے - ہتھیاروں کے استعمال میں پُورا مشاق کر دیا - اُس کے علاوہ جو علوم و فنون اُن کو یاد تھے - سب رامچندر جی پر ظاہر کر دیئے +

کورکھ بن سے روانہ ہوکر چترتر بن میں وارد ہوئے - وشوامتر جی نے فرمایا - یہ بڑا متبرک جنگل ہے - قدیم زمانہ سے یہاں رِشی مُنی تپسیا کرتے اور ایشور کے گُن گاتے رہے ہیں - یہیں میرا یگیہ شالا ہے - اور اسی خیال سے میں نے یہاں قیام کیا تھا - مگر افسوس راکشوں کی شرارتوں نے مجھے تنگ کر رکھا ہے - بہتر ہے - کہ میں یگیہ میں مصروف ہو جاؤں - اور آپ حفاظت کریں اور شریروں کو سزا دیں +

جب آشرم میں پہنچے رشیوں منیوں نے بڑے تپاک سے استقبال کیا - رام چندر جی اور لچھمن جی کو دیکھکر بڑے خوش ہوئے - وشوامتر جی فوراً یگیہ منڈپ میں تشریف لے گئے - یگیہ کی کارروائی زور شور سے شروع ہوگئی - دونو بھائی حفاظت کا بیڑا اُٹھا کر ادھر اُدھر ٹہلنے لگے +

پانچ دن شب و روز رام چندر جی اور لچھمن جی اپنے پہرے پر ڈٹے رہے - کسی راکشش کی شکل نہ دکھائی دی -

چھٹا دن جو یگیہ کا آخری دن تھا۔ ماریچ اور سباہو معہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے آ موجود ہوئے۔ اینٹ پتھر پھینکنا۔ خاک اُڑانا۔ اور گوشت وخون کا مینہ برسانا شروع کیا۔ رام چندر جی نے فوراً کمان سنبھالی اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ ماریچ زخمی ہوکر نظروں سے غائب ہوگیا۔ اور سباہو وہیں جہنم واصل ہؤا۔ بیشمار راکشش فنا ہو گئے۔ اور جو باقی بچے۔ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے +

وشوامتر جی راکششوں کی تباہی سے بہت خوش ہوئے۔ رام چندر جی کی شجاعت کی داد دی۔ اور اُن کا شکریہ ادا کیا +

چترین راکششوں سے پاک وصاف ہوگیا۔ رشی منی نہایت امن چین سے تپتسیا کرنے لگے۔ کسی قسم کی خلل اندازی کا اندیشہ نہ رہا +

پانچواں باب

جانکی جی کا سویمبر اور رامچندر جی کی شادی

یگیہ کے بخیر و خوبی ختم ہونے پر رام چندر جی

نے عرض کی۔ کہ "مہاراج! ارشاد کی تعمیل ہو چکی۔ اب تو کوئی کام باقی نہیں"۔ وشوامتر جی نے فرمایا۔ "ہاں میرا تو کام بن گیا۔" "مگر ابھی ایک بات اور ہے"۔ رام چندر جی نے کہا۔ "وہ بھی بیان فرمائیے۔ تاکہ بجا لاؤں"۔

وشوامتر جی نے کہا۔ "اودھ سے پرے پورب کی طرف گنڈک ندی کے پار متھلا کا راج ہے۔ جس کے فرماں روا راجہ جنک ہیں۔ اُن کی بیٹی سیتا حُسن و جمال میں بے مثال ہے۔ راجہ جنک نے اُس کی شادی کے لئے سویمبر کا اعلان کیا ہے۔ وہاں دُور دُور کے شہزادے آئینگے۔ اور اپنی قابلیت کے جوہر دکھائینگے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ وہ رونق بھی دیکھ آئیں"۔

رام چندر جی۔ "سویمبر میں کیا ہوگا۔ اور کس بات پر اپنی قابلیت ظاہر کرینگے"۔

وشوامتر جی۔ راجہ جنک کو ایک بڑی بھاری اور نہایت کڑی کمان بزرگوں سے بطور میراث ملی ہے۔ جس کا ہلانا تک دشوار ہے۔ شرط یہ ہے۔ کہ جو کوئی اس کمان کو جُھکا کر چلّہ چڑھا دیگا۔ شہزادی سیتا سے اُس کی شادی کی جائیگی"۔

رام چندر جی۔ "مگر جس دھنش کی نسبت راجہ جنک کو ایسا دعوےٰ ہے۔ میری کیا طاقت۔ کہ اُس کو جھکا سکوں"۔

وشوامتر۔ "آپ کو اس سے کیا۔ چلو تو سہی۔ جو کچھ ہوگا

دیکھا جائیگا"۔

رام چندر جی "مجھے کیا عذر ہے۔ جو فرمائیں۔ حاضر ہوں"۔

وشوامتر جی دونو بھائیوں کو لے کر چترکوٹ بن سے روانہ ہوئے۔ رشیوں منیوں کا ایک قافلہ کا قافلہ ساتھ تھا۔ پہاڑوں۔ دریاؤں۔ جنگلوں اور پُرفضا میدانوں کی سیر کرتے قدرتی نظاروں کا لُطف اُٹھاتے۔ کئی روز کی مسافت کے بعد جنک پوری پہنچے۔

جنک پوری میں سویمبر کی وجہ سے بے حد رونق تھی۔ دُور دُور تک راجوں مہاراجوں کے ڈیرے۔ تنبو قناتیں اور خیمے لگے تھے۔ بڑے بڑے عالم اور برہمن وید پڑھ رہے تھے۔ ہر طرف ہون ہو رہے تھے۔ خوشبوئیں جل رہی تھیں۔ سب کے دماغ معطّر تھے۔ وشوامتر جی نے بھی اپنے ہمراہیوں سمیت ندی کے کنارے۔ جو یگیہ منڈپ کے قریب اور ہرے بھرے جنگل میں سے گذرتی تھی۔ قیام کیا۔ مہاراجہ جنک کو خبر ہوئی۔ وہ اپنے پروہت سیتا نند کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا۔ بڑے ادب اور اخلاص سے مزاج پُرسی کی۔ اپنی خوش نصیبی کا اعتراف کیا۔ اور گذارش کی۔ کہ "مہاراج! بارھویں روز یگیہ ہے۔ اگر آپ اتنے روز یہیں قیام فرمائیں۔ تو زہے نصیب!"

وشوامتر جی "مہاراج! ہم فقیر۔ آزاد طبیعت۔ پابندی سے بیزار۔ اگر جی لگا رہا۔ تو یہیں بیٹھ رہینگے"۔

راجہ جنک - (رام چندر جی اور لچھمن جی کی طرف دیکھکر) "یہ دونو صاحبزادے کون ہیں؟ بڑے نیک سیرت اور صاحب اقبال نظر آتے ہیں - یہ حُسن و جمال - یہ سن اور آپ کے ساتھ صحرا نوردی کا شوق - کیسی پیاری صُورتیں ہیں - چاند سورج بھی دیکھ کر شرمندہ ہیں - ہاتھ میں دھنش بان کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں - ان کے حسب نسب سے آگاہ فرمائیے"۔

وشوامتر جی - "یہ اودھ کے مہاراجہ دسرتھ کے نور نظر ہیں - ہمارے یگیہ کی حفاظت کے لئے ہمارے ساتھ آئے - چنانچہ تاڑکا اور اس کے بیٹے **ماریچ** اور **سوباہو** راکششوں کو نشانۂ اجل بنا کر یگیہ کو کامیاب کیا"۔

راجہ یہ حالات سُن کر بہت خوش ہوا - اور پھر ادب سے درخواست کی - کہ آپ لوگ یگیہ میں ضرور شرکت فرما کر مجھے مشکور فرمائیں - وشوامتر جی نے اقرار کیا - اور راجہ نہایت خوشی سے واپس گیا۔

یگیہ کے روز جس میں سویمبر کی رسم ادا ہونی تھی - راجہ جنک نے عظیم الشان دربار منعقد کیا - راجے مہاراجے بہادر معہ سب شریک ہوئے - وشوامتر جی بھی بمعہ رام چندر جی اور لچھمن جی تشریف لائے - دھنش میدان میں پڑا تھا - بڑے بڑے طاقتور دلیروں نے چلہ چڑھانے کی کوشش کی - مگر سب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے - وشوامتر جی نے رام چندر جی کو زور آزمائی کے لئے ارشاد

کیا۔ جب وہ اُٹھے۔ تو سب اہل دربار ان کی کم سنی۔ نازک بدن اور بھولی بھالی صورت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ رامچندر جی نے ایک ہاتھ سے دھنش اُٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس قدر جھکایا۔ کہ وہ دو ٹکڑے ہوگیا۔ سب کے ہوش اُڑ گئے۔ اور رام چندر جی کی بے انداز قوت پر عش عش کر اُٹھے۔ سیتا جی نے پھول مالا رام چندر جی کے گلے میں ڈال دی ؞

راجہ جنک نے وشوامتر جی کا نہایت خلوص سے شکریہ ادا کیا۔ اور باضابطہ رسم شادی ادا کرنے کی درخواست کی۔ آپس میں قرار داد ہوگئی۔ اور راجہ دسرتھ کی طرف شاہی سفیر بھیجے گئے۔ کہ اُن کو اس تمام کیفیت کی اطلاع کریں۔ اور شاہی خاندان۔ امراء و وزراء کے ہمراہ شادی کے لئے تشریف لانے کی دعوت دیں ؞

جب راجہ دسرتھ کو یہ فرحت افزا پیغام ملا۔ دل کا کنول کھِل گیا۔ چہرے پر شادمانی کا نور چمکنے لگا۔ سفیروں کی بہت خاطر و تواضع کی۔ کئی روز کی پُرتکلف دعوتوں کے بعد بہت سا انعام واکرام دے کر روانہ کیا ؞

تاریخ شادی سے چند روز پہلے راجہ دسرتھ اجودھیا سے روانہ ہوئے۔ تینوں رانیاں۔ بھرت۔ شترگھن۔ گورو وششٹ۔ خاص خاص اراکین سلطنت ساتھ تھے۔ مختصر سی فوج جلو میں تھی۔ منزل بہ منزل کوچ کرتے وہاں پہنچے۔ راجہ جنک پہلے ہی منتظر تھے۔ اہل دربار

سمیت استقبال کو آئے۔ نہایت محبت سے ملے۔ راجہ دسرتھ اپنے فرزندوں کو دیکھ کر باغ باغ ہوگئے۔ وشوامتر جی کے قدم چھوئے۔ ان کی مہربانی اور توجہ کا شکریہ ادا کیا *

شادی کی تیاریاں بڑی دُھوم دھام سے ہوئیں۔ اور تمام رسُوم نہایت خوشی اور محبّت سے ادا کی گئیں *

رام چندر جی کی شادی تو سیتا جی سے قرار پا چکی تھی۔ لیکن دونو خاندانوں کے تعلقات زیادہ مضبوط کرنے کی غرض سے باہمی صلاح ومشورہ سے قرار پایا۔ کہ چاروں بھائی اِسی خاندان میں بیاہے جائیں۔ چنانچہ راجہ جنک کی دو بیٹیاں سیتا اور اُرملا تھیں۔ سیتا کی شادی رام چندر جی سے۔ اور ارملا کی شادی لچھمن جی سے ہُوئی۔ راجہ جنک کے بھائی کوشدھج کی بھی دو بیٹیاں تھیں۔ بانڈوی اور سورت کرت۔ بانڈوی کی شادی بھرت جی سے۔ اور سورت کرت کی شترگھن سے *

راجہ جنک نے بہت سا زر و جواہر اور مال واسباب جہیز میں دے کر رُخصت کیا۔ راجہ دسرتھ خوش و خورم اجودھیا میں واپس آئے۔ رعایا نے مسرّت کا اظہار کیا۔ مبارکبادی کی صدائیں بلند ہوئیں۔ کئی دن عیش و نشاط کی مجلسیں گرم رہیں *

چھٹا باب

راج تلک کی تجویز - اور بن باس کا مطالبہ

جب شادی کا جشن ختم ہوگیا - بھرت جی معہ شترگھن اپنے نانا راجہ کیکے کی خدمت میں کیکے پور چلے گئے - راجہ کیکے کو اُن سے بہت محبت تھی - اور وہ ان کو ایک دم بھی اپنی آنکھوں سے جدا نہ کرنا چاہتا تھا - لیکن انہیں اپنے بوڑھے والد راجہ دسرتھ کی خدمتگزاری کا زیادہ خیال تھا - اُن کے جسم کیکے پور میں تھے - مگر دل اجودھیا میں رکھے تھے +

راجہ دسرتھ کو اپنے سب بیٹوں سے بے حد اُلفت تھی - مگر رام چندر جی کو اُن کے اوصاف - نیک عادات اور پاکیزہ خصلت کی وجہ سے زیادہ چاہتے تھے - اپنی پیرانہ سالی اور اُن کی قابلیت کا خیال کرکے اُنہوں نے دل میں فیصلہ کیا - کہ رام چندر جی کو تاج و تخت سپرد کرکے آپ گوشہ میں بیٹھ کر پرمیشور کی یاد کریں - یہ تجویز جب مشیروں اور وزیروں کے آگے بیان کی - سب نے اظہار مسرت کیا - اور راجہ کی دُور اندیشی کی داد دی +

راجہ دسرتھ نے پختہ ارادہ کر لیا۔ اور اس تقریب پر شریک ہونے کے لئے تمام راجوں مہاراجوں کو پیغام بھیج دئے۔ راجہ کیکے اور راجہ جنک کے سوا سب مہاراجے مقررہ تاریخ پر اجودھیا میں وارد ہوئے۔ راجہ دسرتھ نے دربار کیا۔ اور اپنا ارادہ تفصیل کے ساتھ سب کے سامنے ظاہر کیا۔ رام چندر جی کی قابلیت۔ لیاقت۔ شجاعت اور فضیلت کی تمام دنیا میں دھاک تھی۔ اس مبارک تجویز کے ساتھ کسی کو اختلاف نہ تھا۔ سب نے یک زبان ہوکر راجہ کی تجویز کی تائید کی۔ اور دربار برخواست ہوا۔

جب تمام باتیں طے ہو چکیں۔ راجہ نے اُمرائے دربار و مشیران سلطنت کو تاجپوشی کی تیاریوں کا حکم دیا۔ سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ ہر طرف یہ خبر مشہور ہوگئی۔ کہ کل صبح رامچندر جی کی رسم تاجپوشی عمل میں آئیگی۔ شام سے پہلے پہلے سب سامان لیس ہوگیا۔ سومنت وزیر کو بھیجکر رام چندر جی کو بُلایا۔ اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔ انتظام سلطنت اور ملکی معاملات کی نسبت قیمتی نصیحتیں دیں۔

تمام اجودھیا میں خوشی کا عالم تھا۔ ہر ایک کی آنکھیں اُس سہانی صبح کی منتظر تھیں۔ مگر منتھرا رانی کیکئی کی خاص ملازمہ جل گئی۔ اور رانی کیکئی کے پاس آگ بگولا ہوکر آئی۔ رانی نے سبب پوچھا۔ اُس نے نہایت جوش و خروش سے کہا۔

منتھرا۔ "کیا تم نے نہیں سُنا۔ کہ صبح رام چندر کو راج تلک دیا جائیگا"۔

کیکئی۔ "ہاں! سُنا ہے۔ وہ حق دار ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے۔ وہ سب سے لائق ہے۔ اس میں کسی کو کیا عذر ہوسکتا ہے"؟

منتھرا۔ "تمہاری عقل کیا ہوئی۔ تمہیں اتنا خیال نہیں۔ کہ تو آج رات کو تو رانی ہے۔ صبح ہوتے ہی ایک لونڈی بن جائیگی۔ رام چندر آخر سوت کا بیٹا ہے"۔

کیکئی۔ "تمہاری عقل ٹھکانے نہیں رہی۔ رام چندر مجھے ویسا ہی عزیز ہے۔ جیسا بھرت۔ اور وہ بھی مجھے اپنی ماں کوشلیا سے زیادہ قابل عزت سمجھتا ہے"۔

منتھرا۔ "اپنا اپنا۔ اور پرایا پرایا۔ تمہیں ان باتوں کا تجربہ نہیں۔ جب ہاتھ لگیں گے معلوم ہو جائے گا۔ تم بھرت کے لئے کوشش کرو۔ ورنہ پچھتاؤگی"۔

کیکئی۔ "یہ ہرگز نہیں ہوسکتا"۔

منتھرا۔ "ہوسکتا ہے"۔

کیکئی۔ "وہ کیونکر"۔

منتھرا۔ "راجہ کا تم سے عہد ہے۔ کہ جب چاہو۔ دو باتیں پوری کرالو۔ اس سے بڑھ کر اور کون وقت ہوگا۔ تم بھرت کے لئے تخت اور رام چندر

کے لئے چودہ برس کے بن باس کا مطالبہ کرو"۔
کیکئی۔ "یہ بڑا بھاری ظلم ہے۔ مجھ سے تو ہرگز نہ ہو سکے گا"۔
منتھرا۔ "اپنی۔ اور اپنی اولاد کی حفاظت عین فرض اور اپنے حقوق حاصل کرنا سراسر انصاف ہے۔ اگر اب غفلت سے کام لیا۔ تو نہ صرف اپنی جان پر بلکہ اپنی آیندہ نسلوں پر بھی ظلم کرو گی۔ وہ راجہ کی اولاد کہلا کر غلامانہ زندگی بسر کرینگی"۔
رانی کیکئی کی طرف سے انکار اور منتھرا کی طرف سے اصرار کا سلسلہ جاری رہا۔ دیر تک بحث و تکرار ہوتی رہی۔ مگر منتھرا بڑی چرب زبان اور عُمر رسیدہ تھی۔ ایسے سبز باغ دکھلائے۔ کہ رانی دام میں آ گئی۔ اور راجہ سے اپنی بات منوانے کا تہیہ کر لیا۔
راجہ دسرتھ کو رانی کیکئی سے بہت محبت تھی۔ اُن کو ہر وقت اُس کی رضاجوئی کا خیال رہتا تھا۔ محل میں گئے۔ رانی کیکئی کو اپنی خوابگاہ میں نہ پایا۔ اِدھر اُدھر دیکھا۔ تو ایک کمرے میں اُداس۔ پریشان اور بال بکھیرے پڑی تھی۔ راجہ حیران ہو گئے۔ وجہ پُوچھی تو ایسی باتیں کیں۔ جن سے وہ اور بھی دلگیر ہو گئے۔ اور ہر طرح سے خوش کرنیکا اقرار کیا۔ کیکئی نے کہا۔ کہ اگر آپ میری بات نہ مانو گے۔ تو اپنے آپ کو ہلکان کر لونگی۔ جان پر کھیل جاؤنگی۔ راجہ نے بمنت و سماجت اطمینان دلایا۔ اور ہر ایک بات پُورا کرنے کا قول دیا۔
رانی کیکئی نے کہا۔ "اپنے وعدہ پر قائم رہنا۔ سمرنا

راکشش کی جنگ - اپنی شکست اور میری جانفشانی یاد کرو۔ اُس وقت مجھے دو بردان دینے کا وعدہ کیا تھا - اب اُس کے ایفا کا وقت ہے۔ سنو! یہ دو باتیں پُوری کرو۔ بھرت کو راج پاٹ دو- اور رام چندر کو چودہ برس کے لئے بن باس کا فرمان کرو"
یہ سُن کر راجہ کے دل پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا - بہت دیر تک بُت بن کر بیٹھے رہے - آخر حواس بجا کرکے رانی کی منت و سماجت کی مگر وہ کب ماننے والی تھی - بہت ردّ و قدح کے بعد راجہ نے بھرت کو راج دینا منظور کر لیا- مگر رام چندر جی کی بلاوجہ جلا وطنی منظور نہ کی - رانی نے کہا"جب تم نے مجھ سے عہد کیا ہے- تو دونو باتیں پُوری کرنی ہونگی"
اتنے میں سومنت وزیر آیا - اس نے خبر دی- کہ رام چندر جی تشریف لے آئے ہیں- حکم ہو- تو خدمت میں حاضر کروں - راجہ خاموش تھے - دل کو صدمہ لگا بیہوش ہو گئے - کیکئی نے بے خوابی کا اظہار کیا۔ تھوڑی دیر بعد راجہ نے کروٹ بدلی- اور کہا- کہ رام چندر جی کو لے آؤ- وہ جلدی جلدی گیا- صبح ہونے والی تھی - رام چندر جی آئے- والد بزرگوار کو پریشان دیکھ کر حیران ہوئے- قدموں پر سر رکھ دیا- اور کیکئی کو ڈنڈوت کی - راجہ سے مودّبانہ عرض کی - "رام حاضر ہے" - کچھ جواب نہ ملا - کیکئی بھی خاموش رہی - آخر حیرت سے وجہ پوچھی- یہ کیا

ماجرا ہے - کیکئی نے جواب دیا۔ "کچھ نہیں - ایک وقت قول ہارا تھا۔ اُس کے پُورا کرنے کے لئے یہ اضطراب ہے۔ برخوردار! کیا تم چاہتے ہو۔ کہ مہاراج ادھرم کریں میں تو ہرگز اس بات کو گوارا نہیں کرتی"۔

رام چندر جی نے کہا۔ "واقعی ایسا ہی ہونا چاہیئے"۔

کیکئی۔ "شاباش! لیکن تم اپنے پتا کو اِس کام میں مدد دو گے؟ اور جو تمہارے امکان میں ہے۔ اس سے گریز تو نہ کرو گے"؟

رام چندر جی۔ "ہرگز نہیں - آپ بتائیں - میں آپ کی جو خواہش ہوگی - بلا تامل پُوری کرونگا"۔

کیکئی۔ "مجھ سے مہاراج نے ایک موقعہ پر دو بردان دینے کا وعدہ کیا تھا۔ بس وہی پُورے کرانا چاہتی ہوں"۔

رام چندر جی۔ "وہ فرمائیے"۔

کیکئی۔ "بس! یہی کہ راج سنگھاسن بھرت کو ملے۔ اور تم چودہ برس بن باس اختیار کرو"۔

رام چندر جی نے یہ زہر بھرے الفاظ نہایت خندہ پیشانی سے سُنے۔ اور مُسکرا کر اُن کا جواب دیا۔ کہ "بس یہی بات ہے۔ جس پر یہ کیفیت نظر آ رہی ہے۔ میں آپ کے حکم اور باپ کے قول کو پُورا کرنے کو تیار ہوں"۔

کیکئی۔ "بس! جس قدر جلدی ہو سکے۔ اس فرض کو پُورا کرو۔ اور دُنیا کو اپنی سعادتمندی کا ثبوت دو"۔

رام چندر جی - "مجھے اب ایک پل یہاں رہنا ناگوار ہے - آپ کی اطاعت میں چودہ برس بن میں گزارنا ایک معمولی بات ہے"۔

یہ کہ کر رام چندر جی نے مہاراج کے قدموں پہ سر رکھا - اور عرض کیا "پتا جی! آپ کا قول پورا ہو گیا - میں چودہ برس کے بعد پھر اِنہی قدموں کا درشن کرونگا آپ بڑے خوش نصیب ہیں - کہ آپ کے عہد میں کوئی فرق نہیں آیا"۔

راجہ دسرتھ پھوٹ پھوٹ کر رو دئے - رام چندر جی نے قدم چومے - کیکئی کے آگے سر جھکا کر وہاں سے رخصت ہوئے - اور کوشلیا کے قیام گاہ کی طرف رُخ کیا۔

رام چندر جی کے باہر آتے ہی تمام بھید کھل گیا - لچھمن جی سن کر ہکے بکے رہ گئے - اور ہر طرف غم و افسوس کی ایک لہر چل گئی۔

ساتواں باب

بن باس کے لئے روانگی

کوشلیا اپنے لختِ جگر کی تخت نشینی کی خوشی میں مسرور بیٹھی تھی - جب رام چندر جی حاضر خدمت

ہوئے۔ اور بن باس کا ذکر کیا۔ تو اُس پر غم کا پہاڑ
ٹوٹ پڑا۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے
دل میں غم و افسوس کا طوفان برپا ہوگیا۔ رام چندر جی
تسلیاں دیتے تھے۔ وہ زیادہ افسردہ خاطر ہوتی تھی۔
آخر بہزار منت و سماجت اجازت حاصل کی +

پھر سیتا جی کے پاس پہنچے۔ وہ بھی سنتے ہی کلیجہ
پکڑ کر رہ گئیں۔ پھول سا چہرہ مرجھا گیا۔ نرگسی آنکھیں
آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ دل سے دمبدم سرد آہیں
نکلتی تھیں۔ رام چندر جی نے رخصت چاہی۔ وہ بھی
ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ اُنہوں نے سمجھایا۔
کہ ناز و نعم میں پلی ہوئی راج دولاری کا فقیرانہ زندگی
بسر کرنا محال ہے۔ شاہی محلوں میں رہنے والی کے
لئے خاردار جھاڑیوں میں قیام کرنا وبالِ جان ہوگا۔
سیتا جی نے ایک نہ مانی۔ اور نہایت متانت سے جواب
دیا۔ کہ "دنیا میں میری تمام راحتیں آپ کے دم سے وابستہ
ہیں۔ جب آپ جنگل میں رہنے پر مجبور ہیں۔ تو مجھے
شاہی محلوں میں کیونکر آرام مل سکتا ہے۔ میں آپ
کے بغیر ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی" دیر تک بحث و تکرار ہوتی
رہی۔ سیتا جی کے اصرار کے آگے رام چندر جی کی کوئی
دلیل کارگر نہ ہوئی۔ اور ناچار ساتھ لے جانے پر مجبور
ہوئے +

لچھمن جی کو رام چندر جی سے بڑی محبت تھی۔ جب
دیکھا۔ کہ اُن کا بن باس کا ارادہ کسی صورت ٹل نہیں

سکتا۔ وہ بھی ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ رام چندر جی نے بہت روکا۔ کہ اُن کا اجودھیا میں رہنا ضروری ہے مگر اُنہوں نے نہ مانا۔ اور ہمراہ جانے پر اصرار کرتے رہے۔ اب رام چندر جی سخت حیران تھے۔ کہ کیا کریں۔ آخر رضامند ہوئے۔ تینوں ماتا سومترا کی خدمت میں اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے۔ وہ بھی بن باس کا ذکر سُن کر نیم جان ہو گئیں۔ جب لچھمن جی نے رام چندر جی کے ہمراہ جانے کا اِرادہ ظاہر کیا۔ اُس نے اُس کی سعادتمندی اور برادرانہ محبت کی تعریف کی۔ اور بڑی خوشی سے بھائی اور بھاوج کے ساتھ جانے کی اجازت دی۔ اور ہدایت کی۔ کہ دونو کی دل و جان سے خدمت کرنا۔ اور ہر طرح اُن کے آرام و راحت کا خیال رکھنا۔

روانگی کا وقت قریب آیا۔ تینوں نے فقیرانہ لباس زیب تن کیا۔ اور اپنی ماتاؤں کوشلیا سومترا اور کیکئی کے قدم چھوئے۔ راجہ دسرتھ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صدمۂ غم سے اُن کے ہوش و حواس کافور تھے۔ رامچندر جی کی آواز سن کر آنکھیں کھولیں۔ تینوں نے قدم چھوئے اور الوداعی سلام کر کے رخصت ہوئے۔

جب دہلیز سے باہر قدم رکھا۔ شاہی محل میں کہرام مچ گیا۔ جشن تاجپوشی کی خوشی رنج و ماتم سے بدل گئی۔ مُسرّت کے ترانوں کی بجائے نالہ و فریاد کا شور بلند ہوا۔ تمام شہر ماتم کدہ بن گیا۔ دوکانیں بند۔ بازار بے رونق۔ در و دیوار پر حسرت برس رہی تھی۔ سب نے رام چندر

جی کی رتھ کو گھیر لیا۔ چلنا مشکل ہوگیا٭

آہ! یہ کیسا دردناک نظارہ تھا۔ کہ تاج و تخت کا مالک جلاوطنی پر مجبور ہؤا۔ شاہی محلوں کے ناز پروردہ صحرا نوردی کو روانہ ہوئے۔ سب کی آنکھیں تر تھیں۔ مگر وہ مطمئن تھے۔ ہر ایک کا چہرہ غم سے افسردہ تھا۔ لیکن اُن کے بُشرے سے مسرت کا نور جھلک رہا تھا٭

رام چندر جی بمشکل شہر سے باہر نکلے۔ ہزاروں لوگ ساتھ تھے۔ ان کو واپسی کے لئے کہتے تھے۔ مگر سب کی یہی آواز تھی۔ کہ آپ کی ہمراہی میں حقیقی آرام ہے٭ کوسوں تک پا پیادہ ساتھ گئے۔ آخر رام چندر جی نے منت و سماجت سے سمجھا بجھا کر واپس کیا۔ اور خود آگے کی راہ لی٭

شام کے قریب تمسا ندی کے کنارے پہنچے۔ رات وہیں قیام کیا۔ صبح کو اشنان دھیان سے فارغ ہوکر ندی کو عبور کیا۔ چلتے چلتے دریائے گومتی پر پہنچے۔ وہاں ٹھیرے پھر کوچ کر کے دریائے گنگا کے نواح میں گذر ہؤا۔ اس پُر فضا مقام کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ ہرے بھرے درخت چاروں طرف سبزہ زار۔ گنگا کا پاکیزہ اور شفاف پانی۔ رشیوں کی سرزمین۔ مُنیوں کے استھان۔ رتھ کے گھوڑے کھول دئے۔ اور اس جگہ رات بسر کرنے کی ٹھیرائی٭

راجہ گوہ (جو نکھاد قوم کا سردار تھا) سری رام چندر جی کی جلاوطنی کی خبر سُن چکا تھا۔ اس کو معلوم ہؤا۔ کہ کوئی پردیسی آج گنگا کے کنارے اُترے ہیں۔ فوراً

وہاں پہنچا۔ رام چندر جی کی صورت دیکھ کر پہچان گیا۔ ادب سے سر جھکایا۔ اور مزاج پرسی کے بعد اس ناگہانی مصیبت پر اظہار رنج کیا۔ دعوت کی استدعا کی۔ مگر انہوں نے بن باسی ہونے کی وجہ سے لذیذ و نفیس کھانوں سے پرہیز کا عذر کیا۔ رات بھر تینوں نے برت رکھا۔ راجہ گوہ بھی وہیں ٹھیرا۔ رات بھر بات چیت ہوتی رہی صبح کے وقت سومنت وزیر کو جو رتھ بان بن کر آیا تھا۔ رخصت کیا۔ راجہ گوہ نے دریا عبور کرنے کے لئے کشتی مہیا کر دی۔ تینوں سوار ہو کر گنگا سے پار ہوئے۔ آگے رام چندر جی تھے۔ وسط میں سیتا جی۔ اور پیچھے لچھمن جی۔ راستے میں ہر ایک چیز دیکھتے۔ قدرت کی دلچسپیوں کا لطف اٹھاتے بچھر دیش میں پہنچے۔ وہاں چند سے آرام کر کے گنگا اور جمنا کے سنگم (دونو دریاؤں کے ملنے کی جگہ مقام پریاگ) پر وارد ہوئے۔ اس مقام سے عبور کر کے چترکوٹ کی خوشگوار وادی میں پہنچے۔ اور والمیک رشی کے آشرم کے قریب کٹیا بنا کر کچھ مدت قیام کرنے کا ارادہ کیا۔

آٹھواں باب

بھرت جی کی پریشانی

رام چندر جی کے فراق میں راجہ دسرتھ کی حالت خراب تھی - کھانا - پینا چھوٹ گیا - مُلک و حکومت کی سُدھ بُدھ نہ رہی - اپنی نادانی اور کیکئی کے ظلم پر رات دن متاسف تھے - چند روز کے بعد جب سومنت واپس آیا - صحرا نوردوں کی سرگذشت سُنی - صدمۂ غم برداشت نہ ہوسکا - کمزوری غالب آئی - غشی طاری ہوگئی - اور روح جسم سے پرواز کر گئی ‡

وششٹ جی نے تخت کو خالی چھوڑنا پسند نہ کیا - فوراً قاصد کیکے پور میں روانہ کئے - اور تاکید کی "کہ جس قدر جلدی ہوسکے - بھرت جی کو ننہال سے واپس لائیں - مگر رام چندر جی کی جلاوطنی - کیکئی کے ظلم ناروا اور راجہ دسرتھ کی افسوسناک موت کا ہرگز ذکر نہ کیا جائے" ‡

قاصد گئے - اور حسب الحکم وششٹ جی بھرت جی

محلوں پر اوداسی برس رہی تھی۔ اندر داخل ہوئے تو حسرت و یاس نے پیشوائی کی۔ جس کو دیکھا آبدیدہ۔ جس پر نظر کی پریشان۔ ماتا کیکئی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ادب سے سلام کیا۔ پاس بیٹھ گئے۔ والد بزرگوار کی خیریت پوچھی۔ رام چندر جی اور لچھمن جی کی بنسبت دریافت کیا۔ کیکئی نے مہمل سے جواب دیئے۔ انہوں نے حیرت سے کہا۔ کہ پتا جی کہاں ہیں؟ رام چندر جی کیسے ہیں۔ شاہی محلوں میں اوداسی کیوں ہے؟

کیکئی نے بھرت جی کے متواتر اصرار سے دنیا کی بے ثباتی پر ایک لمبی تقریر کر کے مہاراجہ دسرتھ کی وفات کا ذکر کیا۔ بھرت جی یہ سنتے ہی بیتاب ہو گئے۔ رونے چلانے لگے۔ باپ کے غم سے دُنیا اندھیر ہو گئی۔ دیر تک یہی حالت رہی۔ کیکئی نے تسلی دی۔ اور سمجھایا۔ کہ "ایشور کی مرضی پوری ہوئی۔ اس کو یہی منظور تھا۔ اب اس جانکاہی سے کیا فائدہ! تم اُن کے جانشین ہو"۔

بھرت جی۔ "افسوس! آپ نے اُن کی بیماری کی بھی خبر نہ کی۔ آخری درشن تو کر لیتے۔ پتا جی کس مرض سے فوت ہوئے۔ کیا عارضہ تھا۔ رام چندر جی اور لچھمن جی نے بھی اطلاع نہ دی۔ وہ کہاں ہیں۔ اُن سے تو دریافت کروں۔ ذرا یہ تو بتایئے۔ پتا جی نے دم نزع میری یاد بھی کی تھی یا نہیں؟"

کیکئی۔ "پیارے بھرت! کیا کہوں۔ مہاراج کا دم۔ "ہائے رام! ہائے سیتا! ہائے لچھمن" کہتے کہتے رخصت

ہؤا۔ آپ کی نسبت تو کچھ نہیں کہا۔ اپنی قسمت کو روتے اور اپنے کئے پر پچھتاتے تھے"۔

بھرت جی "۔ آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ جو فقرہ ہے اُلجھا ہؤا۔ جس وقت پتا جی نے چولا چھوڑا۔ رام چندر جی کہاں تھے۔ گھر میں۔ یا کہیں باہر"؟

کیکئی "ہائے! بیٹا! وہ ڈنڈک بن کو چلے گئے۔ لچھمن جی بھی اُن کے ساتھ ہیں۔ سیتا جی بھی ہمراہ گئی ہیں"۔

بھرت جی۔ (کسی قدر سکوت کے بعد) "اُس کی وجہ؟ اُن کا قصور"؟

کیکئی "۔ قصور و خطا کی کوئی بات نہیں۔ جو کچھ ہؤا تمہاری بھلائی کے لئے ہؤا۔ میں نے لوگوں کے کہنے سننے کی پروا نہ کی۔ آخر ایشور نے میرے دل کی بات پوری کر دی"۔

بھرت جی "۔ بات کو طول نہ دیجئے۔ مختصر کہئے"۔

کیکئی "۔ بس اتنی بات ہے۔ کہ مہاراج رام چندر کا راج تِلک کرتے تھے۔ میں نے تمہارے راج تِلک اور رام چندر کے بن باس پر زور دیا۔ اُنہوں نے یہ منظور کر لیا۔ لچھمن اور سیتا جی بھی ساتھ چلے گئے۔ بعد میں خود بھی تڑپ تڑپ کر دنیا سے رخصت ہوئے"۔

بھرت جی یہ سُن کر آگ بگولا ہو گئے۔ ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ کیکئی کو اِس قدر لعنت و ملامت کی۔ کہ کوئی

حد نہ رہی - وہ اُس کو ایک بدترین دشمن اور قابل نفرت ہستی خیال کرنے تھے - دل میں غم و غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی - آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا - جسم سے تاب وتوان رخصت ہو گئے - اُمراء وزرا کا ہجوم ہو گیا - کیکئی نے اُن کو سمجھانے کے لئے کہا - بھرت جی کی آگ اور بھڑک اُٹھی - اور بولے :-

"او دشمن خاندان! مَیں تجھے ماں نہیں سمجھتا - اور نہ تو مجھ کو اپنا بیٹا خیال کر - راج تجھ کو مبارک! مَیں تو رام چندر جی کے قدموں میں جیونگا - آہ! جس نے سری رام چندر - ماتا جانکی اور بھائی لچھمن کو چودہ برس کا بن باس دے کر حد درجہ کی بے دردی کا ثبوت دیا - جس نے اپنے خاوند کی زندگی و موت کی پروا نہ کی - ایسی ماتا کو ماتا کہنا بھرت کو قبول نہیں - ہماری ماتا کوشلیا جی اور سومترا جی ہیں - تو رام چندر کو غیر سمجھی - تو بس مجھے بھی تجھ سے کچھ تعلق نہیں"۔

یہ کہہ کر بھرت جی "ہائے بھائی رام چندر - ہائے ماتا جانکی - ہائے پیارے لچھمن - ہائے پتا جی" کہہ کر اس زور سے رونے لگے - کہ دُور دُور تک گریہ وزاری کی آواز پہنچی - کوشلیا جی اس دردناک آواز سے چونک پڑیں - سومترا جی سے بولیں - ہو نہو - بھرت آ گئے - مجھے تو اُنہی کی سی آواز معلوم ہوتی ہے - چلو ذرا صورت تو دیکھ لوں"۔

کوشلیا جی بالکل کمزور ہو گئی تھیں - ہاتھ پاؤں ناطاقت ہو گئے تھے - مگر جوش محبت سے اُٹھیں - لونڈیوں نے ہاتھ

پکڑ لیا۔ جدھر سے رونے کی آواز آئی تھی۔ اُدھر ہی کو چل پڑیں۔ اُدھر بھرت جی کو بھی کیکئی سے اِس قدر نفرت ہو گئی۔ کہ وہاں ایک دم ٹھیرنا گوارا نہ کیا۔ اور دل چاہا۔ کہ ماتا کوشلیا اور سومترا کے درشن کریں۔ شترگھن بھی آنسو بہاتے ساتھ ہوئے۔ دیکھا۔ کہ کوشلیا بحال زار آرہی ہیں۔ دونو بھائی صُورت دیکھتے ہی چکر کھا کر زمین پر گر پڑے۔ کوشلیا جی سے بھی برداشت نہ ہو سکا۔ اُن کو بھی فوراً غش آگیا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا۔ تو بھرت جی اور شترگھن کو گود میں لے لیا۔ آنسو پونچھے۔ اور کہا:

"بیٹا! مجھے تمہارے راج تِلک سے ویسی ہی خوشی ہے۔ جیسی رام چندر کے راج تلک سے ہوتی۔ مگر کیکئی کے ظلم بیجا سے دل کو سخت صدمہ ہے۔ اور رام چندر کی جُدائی سے نیم جان ہو رہی ہوں۔ وہ اب بھی ناراض ہیں۔ مگر سومترا کی وجہ سے دل بہلا رہتا ہے۔ وہ میری بڑی خدمت کرتی ہیں۔ میں تمہیں ہدایت کرتی ہوں۔ کہ اپنی ماتا کی متابعت کرنا۔ اُن کا ہر ایک حکم ماننا۔ میری صرف یہی خواہش ہے۔ کہ کسی طرح رام چندر کو واپس لاؤ۔ مجھ میں طاقت نہ تھی۔ ورنہ خود اُن کے ساتھ جاتی"

بھرت جی۔ "ماتا جی! آپ کے اِن الفاظ سے میرا جگر پاش پاش ہو گیا۔ اگر میری موجودگی میں یہ کام ہوتا اور مجھے خبر ہوتی۔ کہ ماتا کیکئی یہ ظلم کرنے والی ہیں۔ تو میں جان دے دیتا۔ میں یہ گناہ دُنیا کے تمام گناہوں سے بڑھ کر سمجھتا ہوں۔ اگر میری

ذرا بھی یہ خواہش تھی - کہ راج مجھ کو ملے - تو ایشور ہمنت سے سخت سزا دیں - یہ سب کیکئی کا قصور ہے - نہ وہ ہمارے گھر میں آتی - نہ یہ خانماں بربادی ہوتی - میں ضرور بن کو جاؤں گا - اور جس طرح بھی ہوگا - رام چندر جی کو واپس لاؤنگا ٭

بھرت جی - کوشلیا اور سومترا نے رات روتے اور آہ و فغاں کرتے گزاری - صبح ہوئی - اور وشسٹ جی تشریف لائے - بھرت جی کو سمجھایا بجھایا - اور کہا - کہ مہاراج کی لاش تمہارے درشنوں کے لئے رکھی ہوئی ہے - درشن کرکے کریا کرم کرو ٭

بھرت جی اُٹھے - مہاراج کی لاش کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے - تجہیز و تکفین کی رسم ادا کرکے لاش کو آگ کے حوالے کیا - گئو دان ہوا - غریب غربا میں روپے پیسے تقسیم کئے گئے - اور گورو بشسٹ جی نے بھرت جی کو غم غلط کرنے کی فہمائش کی ٭

نواں باب

بھرت جی رام چندر جی کی خدمت میں

راجہ دسرتھ کی کریا کرم کو چودہ روز گزرے - وزرائے

سلطنت و ارکان دولت نے تخت نشینی کی استدعا کی۔ بھرت جی نے جواب دیا۔ کہ اِس تخت کے مالک رامچندر جی ہیں۔ میں ان کا خادم ہوں۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اُن کا حق غصب کر کے آپ راجہ کہلاؤں۔ میں یہ رُوسیاہی گوارا نہیں کرسکتا*

دوسرے روز بھرت جی راجہ دسرتھ کے دربار میں گئے۔ تمام اُمرا وُزرا حاضر تھے۔ سب رانیاں روتی ہوئی استقبال کو کھڑی ہوئیں۔ بششٹ جی نے اشارہ کیا کہ سنگھاسن (تخت) کے قریب طلائی کرسی پر تشریف رکھیں۔ بھرت جی نے اُن کے اشارے پر کچھ التفات نہ کی۔ اور کشن آسن پر بیٹھ گئے۔ اور سب طرف سے "جے بھرت جی۔ جے بھرت" کی آواز آنے لگی*

جب دربار لگ گیا۔ تو وشسٹ جی نے فرمایا۔ "سری بھرت جی! راجہ دسرتھ عیش و عشرت سے سیر ہوکر آپ کو راج پاٹ سونپ گئے ہیں۔ آفرین ہے۔ رام چندر جی کو جنہوں نے اپنی سعادتمندی سے اپنے پتا جی کے ارشاد کی تعمیل کی۔ آپ بھی راجہ دسرتھ کے فرماں بردار فرزند اور رام چندر جی کے لائق بھائی ہیں۔ اسی طرح آپ پر بھی تعمیل ارشاد فرض ہے۔ آپ کو مہاراج ہی کا حکم نہیں۔ بلکہ سری رام چندر جی کا بھی ارشاد ہے۔ اور رانی کیکئی کی مرضی اس پر ہے۔ گویا آپ کے لئے تین بزرگوں کی تجویز سے مسند حکومت سپرد ہوئی ہے"*

بھرت جی نے جواب دیا - "مہاراج! آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر - مگر میں رام چندر جی کی زندگی میں تخت پر ہرگز قدم نہ رکھونگا - مجھے یہ رُوسیاہی گوارا نہیں - ماتا کیکئی کی کارروائی سے نہ اتفاق ہے - نہ ان کے خیالات سے ہمدردی - میرا سب سے پہلا کام یہ ہے - کہ رام چندر جی کو واپس لاکر تخت پر بٹھاؤں - اور جو کہیں اُس پر عمل کروں"

وششٹ جی نے بھرت جی کو ان خیالات پر شاباش دی - اور فرمایا - کہ "ایشور تمہاری نیت صاف رکھے - شوق سے جاؤ - اور مناسب عمل کرو"

دربار برخواست ہُوا - اور بھرت جی نے رام چندر جی کی تلاش میں جانے کا اعلان کر دیا - فوج و سپاہ کے علاوہ بے شمار لوگ رام چندر جی کے درشنوں کے لئے تیار ہوگئے - ہاتھیوں - گھوڑوں - رتھوں - پالکیوں - وغیرہ کی کوئی انتہا نہ رہی - امراء وزراء ماتا کوشلیا - سومترا - اور کیکئی بھی پالکیوں میں سوار ساتھ روانہ ہوئیں - پہلی منزل سرنگ بیر پور راجہ گوہ نکھاد کے دارالسلطنت کے قریب گنگا کے کنارے ہوئی - جہاں رام چندر جی نے قیام کیا تھا - راجہ گوہ نکھاد نے جب اِس قدر فوج و سپاہ کو دیکھا - اور معلوم ہُوا - کہ بھرت جی رام چندر جی کو منانے کے لئے آئے ہیں - تو اُسے خیال گذرا - کہ ایسی حالت میں اس تزک و احتشام کی کیا ضرورت تھی - آخر کیکئی کا بیٹا

ہے۔ دل میں ضرور عناد ہوگا۔ اِس فریب سے رامچندر جی کے دشمنوں پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے آیا ہے۔ تاکہ چودہ برس کے بعد پھر تخت کے دعویدار نہ جاگ اُٹھیں۔ اُس نے مدافعت کا مصمم ارادہ کرلیا اور فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا۔ اور خود کچھ تحائف لے کر بھرت جی کی خدمت میں حاضر ہؤا۔

رات بھر بھرت جی کے پاس رہا۔ جب اُس کو بھرت جی کی نیک نیتی اور رام چندر جی سے سچی محبت کا یقین ہوگیا۔ تو ان کی بہت خاطر و تواضع کی۔ اور رام چندر جی کی جائے سکونت کا پتہ بتانے کے لئے خود ساتھ جانے کو تیار ہؤا۔ دریا عبور کرنے کے لئے کشتیاں مہیا کی گئیں۔ تمام فوج و سپاہ اور ہمراہی دریا سے پار ہوکر عازم سفر ہوئے۔ چلتے چلتے بھار دواج رشی کے استھان کے قریب پہنچے۔ بھرت جی اور اُن کے چیدہ چیدہ ہمراہیوں نے بھار دواج رشی کا شرف نیاز حاصل کیا۔ وہاں سے چترکوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔

چترکوٹ کے قریب پہنچے۔ تو وہاں کی دلچسپ کیفیت دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ کوسوں تک سبزے کا مخملی فرش دکھائی دیتا تھا۔ ہرے بھرے درخت رنگا رنگ پھولوں اور طرح طرح کے لذیذ پھلوں سے لدے کھڑے تھے۔ پرندے نرم و نازک شاخوں کے جھولوں پر بیٹھے دلفریب راگنیاں گا رہے تھے۔ مور مستانہ وار

ناچتے تھے۔ کوئل کی کُوکُو دلوں میں چُٹکیاں لیتی تھی۔ اور پپیہا بھی "کہاں پی کہاں" کی صدائیں بلند کر کے دردمندوں کو تڑپا رہا تھا۔ مند اگنی کی لہریں ایک دوسری سے بغلگیر ہوتی تھیں۔ حباب آنکھیں کھولتے ہی چادرِ آب میں مُنہ چھپا لیتے تھے +

بھرت جی معہ گورو وشِشٹ۔ شترگھن اور راجہ گوہ نکھاد رام چندر جی کی تلاش میں آگے بڑھے۔ پیچھے اَور ہمراہی تھے۔ درخت بڑے بلند اور گنجان تھے۔ کہیں رام چندر جی کے قیام گاہ کا پتہ نہ لگتا تھا۔ آخر وہ ایک اُونچے درخت پر چڑھ گئے۔ وہاں سے وہ کٹیا نظر آئی۔ جہاں رام چندر جی بُود و باش رکھتے تھے۔ درخت سے اُتر کر اُدھر کا رُخ کیا۔ بھرت جی نے مند اگنی ندی پر منہ ہاتھ دھویا۔ سومنت سے بولے۔ ایشور مجھے کامیاب کرے۔ شری رام چندر جی میری درخواست قبول فرمائیں۔ دریا سے پار اُترے دیکھا۔ کہ کشن آسن بچھا ہؤا ہے۔ کپڑے اور ہتھیار درختوں سے ٹنگے ہوئے ہیں۔ آگ چمک رہی ہے۔ سری رامچندر تپسیوں کے بھیس میں بھوج پتر کشن آسن پر بیٹھے ہیں۔ سیتا جی بائیں طرف رونق افروز ہیں۔ دیکھ کر بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ سری رام چندر جی بھوج پتر پہنے ہوئے تھے۔ مگر چہرے پر آفتاب کا سا جلال تھا۔ کنول ایسی آنکھیں چاند ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ جاتے ہی قدموں پر گرے۔ اور ماہیٔ بے

آب کی طرح لوٹنے لگے۔ لچھمن جی بھی سیر کرتے آگئے۔ شتر گھن اور نکھاد نے بھی قدمبوسی کی۔ چاروں بھائی خوب جی کھول کر روئے۔ جب طبیعت سنبھلی۔ تو رام چندر جی نے بھرت جی سے مخاطب ہو کر کہا:

"پیارے بھرت! اچھے تو رہے۔ پتا جی نے راج سنگھاسن دے دیا۔ اُن کی طبیعت تو اچھی ہے۔ تم اُن کو چھوڑ کر یہاں کیسے آئے۔ ان کی خدمت لازم تھی۔ اِتنے دنوں کے بعد ننھیال سے گھر آئے۔ کچھ روز تو ماں باپ کی آنکھوں کو سُکھ دیتے۔ یہاں جنگل میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ راج سنگھاسن تمہارے بغیر سونا ہوگا"۔

بھرت جی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ مگر فرطِ غم سے بولنے کی طاقت نہ رہی۔ رام چندر جی نے یہ دیکھ کر گفتگو کا رُخ بدل دیا۔ اور رموز سلطنت۔ بہبودی رعایا اور آئین جہانداری کی نسبت نصیحت کرنا شروع کی۔ بھرت جی ہمہ تن گوش سُنتے رہے۔ جب مدعائے دلی ظاہر کر چکے۔ تو بولے۔ "بھرت جی! جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا ہے۔ یہ درست ہے؟ اور کیا تم اس پر عمل کرتے ہو"؟

بھرت جی کے مُنہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ آخر دل مضبوط کر کے بولے۔ "بھائی! کیا عرض کروں۔ ماتا کیکئی کے ظلم نے کہیں کا نہ رکھا۔ آپ ہم کو چھوڑ کر اِدھر چلے آئے۔ پتا جی نے آپ کے فراق میں رحلت کی۔ اجودھیا ویران ہے۔ شاہی محل ماتم کدہ بن گیا ہے۔

ہیں ملامت کا نشانہ بن رہا ہوں - میری یہ استدعا ہے - ماتائیں بھی آرزو مند ہیں - کہ آپ واپس تشریف لے چلیئے - اور تخت سلطنت کی رونق بڑھائیے +

یہ کہ کر بھرت جی زار زار رونے لگے - رام چندر جی نے نہایت محبت بھرے لہجے میں کہا - کہ پیارے بھرت! جو ہونا تھا ہو چکا - مجھے ماں باپ کے حکم تعمیل سے نہ روکو - تمہارا بھی تو یہی دھرم ہے - کہ جو کچھ اُنہوں نے فرمایا ہے - اُس پر دل و جان سے عمل کرو" +

دیر تک بحث و تکرار ہوتی رہی - سب نے کہا سنا - مگر رام چندر جی نے جواب دیا - کہ چودہ برس کوئی زیادہ عرصہ نہیں - بہت جلدی ختم ہو جائینگے - پھر دیکھا جائیگا" +

بھرت جی کی مایوسانہ صورت دیکھ کر اور رشی منی بھی رام چندر جی سے واپسی کے لیئے مصر ہوئے - لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے - اور بھرت جی کو کہا - کہ اجودھیا جاکر اپنا فرض ادا کرو - رعایا کو خوش رکھو - اہلِ خاندان کی خوشنودی و خوشحالی ضروری سمجھو" +

بھرت جی نے کہا - کہ مجھے عدول حکمی کی جرأت نہیں - آپ ماتا کوشلیا جی سے دو باتیں کر لیں +

کوشلیا جی پاس ہی بیٹھی تھیں - فوراً بول اُٹھیں - کہ میں تو تب خوش ہونگی "میرے بیٹے دھرم کا نباہ کریں" +

یہ فقرہ گول مول تھا - بھرت جی خوش ہوئے - کہ

اُن کے مطلب کی بات کہی۔ اور رام چندر جی مُسکرائے۔ کہ ماتا جی نے دوٹوک فیصلہ کر دیا۔ "بیشک میرا دھرم یہی ہے۔ کہ پتا جی کے دھرم کی پابندی کروں"۔

تھوڑی دیر تک دونو اسی خوشی میں خاموش رہے۔ لیکن رام چندر جی نے محسوس کیا۔ کہ اس فقرہ سے بھرت جی کو غلط فہمی ہوئی۔ اور کوشلیا جی سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

"آپ بلا رد و رعایت صاف ارشاد فرمائیں۔ کہ مجھے کیا کرنا لازم ہے۔ اور بھرت کو کیا"۔

کوشلیا جی دل میں سوچتی تھیں۔ کہ کیا کہوں۔ ادھر بھی دھرم ہے اُدھر بھی دھرم۔ کیا فیصلہ کروں آخر سوچتے سوچتے بولیں۔ کہ مَیں اور تو کچھ نہیں جانتی۔ تمہاری کھڑاؤں لیتی آئی ہوں۔ اُسے پاؤں سے چھُو دو تو حجت ختم ہو جائے"۔

رام چندر جی نے بڑی خوشی سے کھڑاؤں لے کر پاؤں سے چھُو دی۔ اور بھرت جی کے سامنے رکھ کر بولے۔ کہ بس! ماتا جی نے فیصلہ کر دیا۔ اب طول کلام کی گنجایش نہیں۔

بھرت جی نے قدموں پر سر جُھکا کر کھڑاؤں سر پر رکھ لیں۔ اور فرمایا۔ "کہ آج سے کند مول پھل کے سوا اور کچھ کھاؤں۔ تو زبان کٹ کر گر پڑے بستر استراحت پر سوؤں تو جسم فنا ہو جائے۔ مَیں نے آپ کا حکم مانا ہے۔ تو یہ بھی یاد رکھئے۔ کہ واپسی پر چودہ

برس سے ایک پل دیر نہ ہو۔ ورنہ بھرت کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا ٭

رام چندر جی نے بھرت جی اور شترگھن کو سینے سے لگایا۔ اور فرمایا۔ کہ خبردار میری ماتا کیکئی کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نہ نکلے۔ ورنہ تمہاری قسم مجھے سخت رنج ہوگا۔ اچھا! سب ماتائیں۔ سب اہل اجودھیا تمہارے سپرد ہیں۔ سب کو اچھی طرح رکھنا ٭

یہ کہ کر رام چندر جی۔ سیتا جی اور لچھمن جی ماتاؤں کے قدمبوس ہوئے۔ اُنھوں نے بھی گلے لگایا۔ اور سب بادل ناخواستہ رخصت ہوئے ٭

واپسی پر بھاردواج رشی کے درشن کئے۔ تمام کیفیت سنائی۔ اُنہوں نے بھرت جی کی نیک دلی اور سعادتمندی کی تعریف کی ٭

جب اجودھیا میں آئے۔ اراکین سلطنت بھرت جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اُنہوں نے فرمایا۔ کہ آپ انتظام حکومت میں دل لگائیں۔ میں نندی گرام میں زندگی کے دن کاٹونگا۔ راجہ دسرتھ کا سایہ سر پر نہیں۔ رام چندر جی نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ پس اب گوشہ نشینی کے سوا کوئی بات پسند خاطر نہیں۔ سب نے آفریں و مرحبا کی صدا بُلند کی۔ بھرت جی کے جوشِ عقیدت اور حُسنِ لیاقت پر عش عش کر اُٹھے۔ اور تعمیل ارشاد کے لئے سرِ تسلیم خم کیا ٭

بھرت جی نے سب کی اطاعت کا شکریہ ادا کیا۔

دربار شاہی میں آئے۔ راج سنگھاسن کو رام چندر جی کی کھڑاؤں سے زینت بخشی۔ اور وشسشٹ جی سے گذارش کی۔ کہ راج کا ہر ایک کام انہی مقدس کھڑاؤں کے سامنے ہو۔ مجھ سے کچھ تعلق نہیں؛

وشسشٹ جی نے وزراء کے مشورے سے حکومت شروع کر دی۔ بھرت جی روز نہانے کے بعد کھڑاؤں کو دیکھ جاتے۔ اور پھر نند گرام میں جاکر سری رام چندر جی کی یاد میں لو لگائے رہتے؛

دسواں باب

راکششوں کی تباہی کا عہد

بھرت جی کی روانگی کے چند روز بعد رام چندر جی بھی چترکوٹ سے روانہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ سفر کرتے رشیوں منیوں سے ملتے ملاتے ڈنڈک بن میں رونق افروزی کی۔ ہزارہا مہاتما تپسیا کے لئے مقیم تھے۔ جا بجا آسن بنے ہوئے۔ ہون کنڈ موجود۔ ہر طرف آگ کے شعلے بلند۔ طرح طرح کی خوشبوئیں ہوا میں آمیز۔

رام چندر جی کی شانِ جلال دیکھ کر سب نے التجا کی۔ کہ وحشی و خونخوار راکشش ہماری تپسیا میں خلل

انداز ہوتے ہیں۔ ہمیں مصروفِ عبادت دیکھ کر کُشت و خون کا بازار گرم کر دیتے ہیں۔ لیکن ہم اُن کا مقابلہ کرنے سے معذور ہیں۔ کہ اس سے کی کرائی محنت اکارت جانے کا احتمال ہے۔ آپ ہماری حفاظت کریں۔

رام چندر جی نے یہ باتیں نہایت توجہ سے سُنیں۔ اور تسکین و تشفی دے کر آگے روانہ ہوئے۔ راستے میں برادھ دیت جو ایک بڑا خونخوار اور وحشی تھا۔ رام چندر جی سے اُلجھنے لگا۔ اور ان کو خوب ڈرایا دھمکایا۔ لچھمن جی سے برداشت نہ ہو سکا۔ اُنہوں نے بھی ترکی بترکی جواب دیا۔ برادھ دیت کو اپنی طاقت پر گھمنڈ تھا۔ اور اُن کو اپنی شجاعت پر ناز۔ خوب جنگ ہوئی۔ رام چندر جی نے تیروں سے اُس کا جسم چھلنی کر دیا۔ تلوار سے بازو کاٹ دیئے۔ اور سسکتے کو زمین میں دبا دیا۔

برادھ دیت کو جہنم واصل کر کے سر بھنگ رشی کے آشرم میں رونق افروز ہوئے۔ کچھ عرصہ یہیں مقیم رہے۔ وہ اِن کی تشریف آوری سے بہت خوش تھے۔ ہر طرح خاطر و مدارات کرتے رہے۔ اور ان کی موجودگی میں دُنیائے فانی سے انتقال کر گئے۔

اب رام چندر جی نے یہاں سے کوچ کیا۔ نہ کوئی غم تھا نہ فکر۔ جہاں چاہتے۔ ٹھہر جاتے۔ جب جی چاہتا۔ وہاں سے چل دیتے۔ رفتہ رفتہ سوتچھن کے

پتو بن میں پہنچے۔ تپسیوں کا میلا لگا ہؤا تھا۔ سب نے دل سے خیر مقدم کیا۔ یہاں بھی بد قماش راکھشوں سے نالاں تھے۔ اور ان کے مقابلہ سے عاجز۔ رکھیشروں (عابدوں) نے یک زبان ہوکر رام چندر جی سے التجا کی۔ کہ ہمارے حال پر رحم فرمائیے۔ اور اِن ظالموں کو قرار واقعی سزا دیجئے۔ ایشور نے ہماری بھلائی کے لئے آپ کو یہاں بھیج دیا ہے۔

رام چندر جی نے جواب دیا۔ خوشی کا مقام ہے۔ کہ پتا جی کے ارشاد کی بھی تعمیل ہوگئی۔ اور دلآزاروں کو بھی معقول سزا ملیگی۔ آپ کی دُعا و برکت سے سب کچھ ہو جائیگا۔

راکھشوں کی تباہی کا عہد کرکے سوتچھن آشرم سے رُخصت ہوئے۔ راستے میں سیتا جی نے رام چندر جی سے فرمایا۔ "اگرچہ آپ سے کچھ عرض کرنا ایک طرح کی سوءِ ادبی ہے۔ تاہم کچھ کہنے کی جرأت کرتی ہوں سوامی جی! آپنے راکھشوں کے قتل کا بیڑا اُٹھا لیا ہے۔ لیکن یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ آپ پتا جی کے بچن کی تعمیل میں تپسیا بھی کریں۔ اور راکھشوں کو بھی ماریں۔ آپ سچ بولنے اور بے مجرم کو سزا نہ دینے میں شہرۂ آفاق ہیں۔ آپ بن میں تپسیا کے لئے تشریف لائے ہیں۔ راکھشوں کو مارا تو تپسیا کا پھل کہاں رہا۔ راکھش آپ سے بالکل ناواقف ہیں۔ نہ کچھ عداوت نہ دشمنی۔ پھر اُن کے قتل کا تہیہ کیا

معنی ؟ اُن کی عورتیں کیا کہیں گی ؟ اُن کی مصیبت کا کون ذمّہ وار ہوگا ؟

رام چندر جی نے فرمایا ۔"میں تمہاری ہمدردانہ صلاح کا مشکور ہوں ۔ لیکن شاید یہ تمہیں معلوم نہیں ۔ کہ چھتری کا فرض ہے ۔ کہ جہاں دھرم اور ادھرم موجود ہوں وہاں ضرور ہتھیار اُٹھائے ۔ رشی لوگ راکششوں کے ظلم سے تنگ ہیں ۔ اور اسی لئے ادھرم کی بیخ کنی سب سے ضروری ہے ۔ جو دھرم کے کاموں میں خلل انداز ہو ۔ اس کا مارنا داخل ثواب ہے ۔ رشی منیوں کے لئے یہی ضروری ہے ۔ کہ وہ ایشور کی یاد میں مگن رہیں ۔ اُن کو غصّہ زیبا نہیں ۔ مگر چھتری دھرم یہی ہے ۔ کہ ظالموں کو سزا دی جائے ۔ اور میں اسی لئے دُنیا میں آیا ہوں ۔ کہ اہل ضرورت کی حاجت روائی کروں ۔ میں بلا وجہ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاؤنگا ۔ تمہارے کہنے اور مجبور کرنے پر پیش قدمی کرونگا"۔

ان مقامات کی سیر و سیاحت میں رام چندر جی کو دس سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ۔ جدھر جاتے لوگ دیدۂ و دل میں جگہ دیتے تھے ۔ اُن کی تواضع ۔ مروّت و محبت کے لحاظ سے کہیں ایک دن رہے ۔ کہیں مہینہ ۔ کہیں چھ ماہ قیام کیا ۔ کہیں ایک سال ۔ اب بن باس کی میعاد میں چار سال سے کم عرصہ رہ گیا ۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال ہؤا ۔ کہ سب رکھیشروں اور منیشروں کے درشن ہوگئے ۔ صرف اگست رشی کے

درشنوں کی ہوس رہ گئی ہے۔ چلو ان کی بھی قدمبوسی حاصل کریں ؛

اِس سفر کے متعلق سوتچھن سے حالات دریافت کر چکے تھے۔ دل میں خیال آیا۔ اور عمل کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ پہلے بارہ تیرہ میل کی مسافت طے کر کے اگست رشی کے بھائی ایدم باہ کے آشرم میں پہنچے۔ ہون کنڈ روشن تھے۔ ایشور بھگت منتر پڑھتے تھے۔ بھجن گاتے تھے۔ عجیب دلاویز مقام تھا۔ رامچندر جی نے اس کے قدیم حالات لچھمن جی کو سنائے۔ جس سے وہ بیحد محظوظ ہوئے۔ یہاں سے چار کوس کے فاصلہ پر اگست رشی کا آشرم تھا۔ صبح اُٹھے اور دوپہر سے پہلے منزل مقصود پر جا پہنچے۔ آشرم کے دروازے پر جا کر رام چندر جی نے لچھمن جی سے کہا۔ کہ خبر کر آؤ۔ کہ رام اور سیتا درشنوں کو حاضر ہوئے ہیں ؛

لچھمن جی نے اُن کے ایک چیلے کو پیغام دے دیا اگست رشی نے فوراً بلوایا۔ اور خود چیلوں سمیت اُن کی پیشوائی کی۔ رام چندر جی قدموں پر گر پڑے۔ لچھمن جی اور سیتا جی نے بھی پاؤں پر سر رکھ دیا۔ اگست جی رامچندر جی سے بغلگیر ہوئے۔ اور اُن کی ہر طرح خاطر و مدارات کی ؛ رشی جی کو رامچندر جی سے اُلفت تھی۔ اور رامچندر جی کو رشی جی سے محبت تھی۔ شب و روز معرفت اور گیان کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ علم الہٰی کے نکتے حل ہوتے تھے۔ عجیب پُر لطف صحبت تھی۔ رام چندر جی کی طبیعت یہاں لگ گئی۔ رشی جی اُن پر بڑے

مہربان ہوئے۔ ایک طلسمی دھنش (کمان)، اور ایک پُر اسرار ترکش ان کی نذر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دونو چیزیں وقت پر بڑا کام دینگی ؞

کچھ عرصہ کے بعد ایک دن رام چندر جی نے خیال کیا۔ کہ بن باس کی میعاد میں تھوڑی مدّت رہ گئی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ یہ دن کسی اور جگہ گذاریں۔ اُنہوں نے اگست رشی سے ذکر کیا۔ اور اجازت چاہی ؞

اگست رشی نہایت خدا رسیدہ اور روشنضمیر بزرگ تھے۔ اُنہوں نے فرمایا۔ کہ آپ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ کوئی بات نہیں۔ مگر مجھے سیتا جی کی تکلیف کا خیال ہے۔ وہ آپ کے ساتھ کہاں جنگلوں میں ٹھوکریں کھاتی پھرینگی۔ یہ جنگل راکششوں سے بھرے پڑے ہیں۔ جن کا شیوہ کشت و خون۔ غارتگری کے سوا کچھ نہیں۔ بہتر ہے۔ آپ ایسی جگہ قیام کریں۔ جو ان خطرات سے پاک ہو۔ میرے خیال میں پنج وٹی سے بہتر اور کوئی مقام نہیں۔ اگر کچھ کھٹکا ہے۔ تو ہرنوں کا ؞

رام چندر جی نے اگست رشی جی کی اِس مفید صلاح کا شکریہ ادا کیا۔ اور پرنام کر کے دکن کی طرف چل پڑے ؞

چند روز کے سیر و سفر کے بعد پنج وٹی میں وارد ہوئے۔ یہ مقام تھا تو پُر فضا۔ مگر سانپوں اور ہرنوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ ایک محفوظ مقام دیکھ کر ڈیرے ڈال دئے۔ لچھمن جی فوراً بانس کاٹ لائے۔ ٹٹیاں

کھڑی کر کے مٹی لیپ دی۔ پتوں اور گھاس پھوس سے جھٹ پاٹ دی۔ اور سری رام چندر جی کے لئے لکڑی کی ایک خوشنما آرام گاہ بنائی۔ اور باقی ایام گذارنے کا عزم مصمم کر لیا۔

گیارھواں باب

سروپ نکھا پر عتاب

ایک دن رام چندر جی گوداوری کا اشنان کر کے اپنی کٹیا میں واپس آئے۔ صبح کا خوشگوار سماں تھا۔ سیتا جی پاس بیٹھی تھیں۔ لچھمن جی دروازے پر رونق افروز تھے۔ تینوں خوش و خورم۔ دھرم کی باتیں ہو رہی تھیں۔ دل گیان اور بھگتی کے نور سے روشن تھے۔ اتنے میں راون کی بہن سروپ نکھا آ پہنچی۔ رام چندر جی کا حسن و جمال دیکھ کر حیران ہو گئی۔ دل ہاتھ سے دے بیٹھی۔ اُن کی وضع قطع اور دلفریب صورت دیکھ کر جان گئی۔ کہ یہ کوئی تپسوی نہیں۔ بلکہ کہیں کے راجہ ہیں۔ اور کسی خاص وجہ سے یہ فقیرانہ لباس زیب تن کیا ہے۔

بڑے ناز و ادا سے رام چندر جی کے قریب آکر پوچھا تم کون ہو؟ کہاں سے آنا ہؤا؟ اور یہ فقیرانہ لباس پہننے کا کیا مطلب ہے؟

رام چندر جی نے فرمایا۔ رام چندر نام ہے۔ راجہ دسرتھ کے بیٹے ہیں۔ والدین کی حکم کی تعمیل کے لئے اجودھیا سے یہاں آگئے۔ یہ لچھمن ہمارے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور یہ سیتا ہماری استری ہیں۔ تم کون ہو۔ اور یہاں کس طرح آئی ہو؟

سروپ نکھا۔ علم و فضل اور ہمت و شجاعت میں شہرۂ آفاق مہاراجہ راون۔ کمبھ کرن اور ببھیکن میرے بھائی ہیں۔ کھر و دکھن اس جنگل کے راجاؤں کی بھی میں بہن ہوں۔ میرا نام سروپ نکھا ہے۔ ہمت و طاقت میں بے نظیر۔ حُسن و جمال میں لاثانی ہوں۔ ارادہ تو یہ تھا۔ کہ تمہیں ہلاک کر دیتی۔ مگر تمہاری موہنی صُورت دیکھ کر دل میں رحم آگیا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ میرے ساتھ رشتۂ محبت قائم کرو۔ میں ابھی لچھمن اور سیتا کا صفایا کر دیتی ہوں۔ پھر دونو مزے سے ان پُر فضا پہاڑوں اور سہانے جنگلوں میں زندگی کا لطف اُٹھائینگے۔

رام چندر جی (ہنس کر) سروپ نکھا! واقعی تم بڑی شہزور اور بڑی حسین ہو۔ مگر کیا کہوں۔ میری شادی ہو چکی ہے۔ اس لئے میں معذور ہوں۔ سیتا جی میرے ساتھ ہیں۔ ان کی موجودگی میں تو

ایسا ہو نہیں سکتا - ہاں لچھمن جی یہاں تنہا ہیں -
ان سے کہو - شاید تم سے شادی کر لیں ؛
سروپ نکھا خوشی خوشی لچھمن جی کے سامنے کھڑی ہوگئی - اور مسکرا کر کہنے لگی - تم تو ضرور میری پیاری صورت دیکھ کر مجھ سے شادی کر لوگے - میرے حسن و شباب کا جا بجا شہرہ ہے - دیوتا تک مجھے پیار کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ؛
لچھمن جی - واقعی تمہاری جیسی حسین مہ جبیں زمانے میں نہیں دیکھی - لیکن نہ میں خوبصورت نہ راجہ صرف رام چندر جی کا ایک غلام ہوں - میری کیا مجال - کہ تمہاری طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکوں بہتر ہے - کہ اُنہی سے التجا کرو - وہ تمہارا کہنا ضرور مان لینگے - سیتا جی کی تمہارے سامنے کیا حقیقت ہے ؛
سروپ نکھا نفسانی خواہشات سے بے بس ہو کر اِٹھلاتی ہوئی پھر رام چندر جی کے سامنے آئی - اور نہایت بیباکی سے بولی " افسوس ہے - کہ تم سیتا جی سی عورت کی خاطر مجھے حقارت سے دیکھتے - اور اپنی زندگی خراب کرتے ہو - اچھا لو ! میں ابھی اس کا جھگڑا مٹاتی ہوں "؛
یہ کہ کر نہایت غضبناک ہو کر سیتا جی پر حملہ کرنے لگی - ان کی مارے خوف کے چیخ نکل گئی - رام چندر جی نے ڈانٹ کر کہا - خبردار ! ہوش سنبھال - اگر آگے

برڑھی۔ تو چیز نہ گذریگی ؛

پھر لچھمن جی سے مخاطب ہوکر بولے۔ دیکھا اس بدذات وحشی مزاج سے مذاق کا نتیجہ؟ اُٹھو۔ اور اس کی خوبصورتی کا بھوت اُتارو۔ فوراً ناک کاٹ ڈالو ؛

لچھمن جی تلوار لے کر دوڑے۔ اور دیکھتے دیکھتے ناک اُڑا دی۔ سروپ نکھا نے شور و فریاد سے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ خون کی دھار چلنے لگی۔ تمام کپڑے لہولہان ہوگئے۔ روتی پیٹتی چیختی چلاتی وہاں سے بھاگی اور کھر دوکھن کے آگے رونا اور بال نوچنا شروع کیا ؛

کھر اپنی بہن کا یہ حال دیکھ کر بہت بے چین ہؤا۔ اور نہایت غصہ سے بولا۔

"پیاری بہن! کیا ہؤا۔ یہ خون کیسا ہے؟ کس کمبخت نے یہ ظلم کیا۔ ہمارے خاندان کی ناک کاٹ ڈالی۔ کیا اُس کو یہ خیال نہیں تھا۔ کہ اِس ایک ایک قطرہ خون کے بدلے سَوں خون دیکر بھی خلاصی نہ ہوگی۔ کھر دوکھن کی زندگی میں۔ ترسرا کے جیتے جی کس کو ایسی جُرأت ہُوئی۔ کیا اُس کو کُمبھ کرن کی خبر نہیں۔ اُس نے راون کا نام نہیں سُنا" ؛

سروپ نکھا۔ ہائے بھائی! رام لچھمن نے مار ڈالا۔ یہ دونو دسرتھ کے نوجوان بیٹے ہیں۔ صُورت۔ شکل دلفریب۔ آن بان پیاری۔ مگر اُن کے ساتھ سیتا نامی عورت آفت کا پرکالہ ہے۔ سب اُس کی شرارت ہے۔ اُسی نے کہہ سُن کر مجھے ذلیل کرایا۔

میری جوانی اور صورت شکل کو کلنک لگایا۔ اس
کی سزا یہی ہے۔ کہ رام لچھمن کو مارو۔ اور سیتا کو
پکڑ کر یہاں لاؤ۔ میرا کلیجہ اُسی وقت ٹھنڈا ہوگا۔
جب اُس کا چلیوں لہو پیونگی ٭
کھر یہ سن کر بجلی کی طرح تڑپا۔ بادل کی طرح گرجا
آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ فوراً چودہ ہزار راکش
بُلائے۔ اور حکم دیا۔ کہ ابھی جاؤ۔ حق نمک ادا کرو۔
رام لچھمن کو صفحۂ ہستی سے مٹاؤ۔ اور سیتا کو زندہ پکڑ
کر میری خدمت میں حاضر کرو ٭
راکشوں نے ادب سے سر جھکایا۔ اور اپنے راجہ
کے حکم کی تعمیل کے لئے کیل کانٹے سے لیس ہوکر غریب
الوطن صحرا نشینوں پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ
ہوگئے ٭

بارھواں باب

کھر۔ دوکھن اور ترسرا کا قتل

راکشوں کی فوج شور وغل مچاتی رام چندر جی
کے آشرم کے قریب پہنچی۔ رام چندر جی دیکھ کر

سمجھ گئے۔ کہ سروپ نکھا کا انتقام لینے کے لئے آئے ہیں۔ سیتا جی یہ بھاری ہجوم دیکھ کر سہم گئیں۔ رام چندر جی نے تسلّی دی۔ کوئی بات نہیں۔ اس سے بھی دوگنی فوج ہو۔ تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ لچھمن جی سے کہا۔ کہ سیتا جی کو علیٰحدہ محفوظ جگہ میں چھپا دو۔ میں اکیلا ہی اِن سے نپٹ لونگا۔

لچھمن جی نے حکم کی تعمیل کی۔ فوج نے آکر رام چندر جی کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے بھی کمان سنبھالی۔ تیروں کی بارش شروع ہوگئی۔ رام چندر جی میں خدائی طاقت تھی۔ تیروں کی بوچھاڑ سے راکششوں کا ناک میں دم کر دیا۔ ایک تیر کئی دُشمنوں کے بدن چھید کر نکل جاتا تھا۔ سب کے جسم سے خون کے فوارے چل رہے تھے۔ غنیم کے لشکر میں وحشت پھیل گئی۔ اپنے پرائے کی تمیز نہ رہی۔ وہ خیال کرتے تھے۔ کہ رام چندر جی کی فوج اُن کے لشکر میں گھس آئی ہے۔ ہزاروں وحشی ماہی بے آب کی طرح تڑپتے فرش خاک پر ہمیشہ کے لئے سو گئے۔

دوکھن سپہ سالار تھا۔ اس نے یہ حالت دیکھ کر خود رام چندر جی پر حملہ کیا۔ انہوں نے تھوڑی ہی دیر میں سب کا صفایا کرکے دوکھن کو زخمی کیا۔ اس پر غشی طاری ہوگئی۔ لیکن فوراً ہی سنبھلا اور دیوانہ وار تلوار لے کر رام چندر جی پر ٹوٹ پڑا۔ وہ بھی شمشیر آب دار کھینچ کر مقابلہ کے لئے بڑھے۔ اور ایک ہی

وار میں اُس کا سر قلم کر دیا۔

بچے کچھے ہمراہیوں نے جب یہ حالت دیکھی۔ سب بدحواس ہوکر بھاگ گئے۔ کھر کے پاس پہنچے۔ تو وہ حیران ہؤا۔ ترسرا دوکھن کی موت کا حال سُن کر آپے سے باہر ہوگیا۔ اور بیتاب ہوکر بولا۔ اب مَیں جاتا ہوں۔ رام چندر جی کو ماروں گا۔ یا خود مرونگا۔ چنانچہ چیدہ چیدہ اور تجربہ کار بہادروں کو ساتھ لے کر آمادہ پیکار ہؤا۔ رام چندر جی بھی مُسلّح ہوکر سامنے آئے۔ ایسی صفائی سے مدافعت کی۔ کہ اُن کے تمام وار خالی دیئے۔ پھر خود حملہ آور ہُوئے۔ پرے کے پرے صاف کر دئے۔ ترسرا اور اس کے ہمراہیوں کو تھوڑی ہی دیر میں ڈھیر کر دیا۔

ترسرا کے قتل سے کھر کے رہے سہے حواس بھی جاتے رہے۔ اُس کو یقین ہوگیا۔ کہ رام چندر جی کے مقابلہ میں فتحیاب ہونا مشکل ہے۔ مگر حکومت کا پاس۔ اور سروپ نکھا کی طعنہ زنی نے مجبور کر دیا۔ کہ انجام خواہ کچھ بھی ہو۔ خائف ہوکر بیٹھ جانا سبکی کا باعث ہے۔ دُنیا بھر میں منہ دُکھانے کے قابل نہ رہونگا۔ بہتر ہے۔ کہ رام چندر جی پر جی توڑ کر حملہ کروں۔ اگر کامیاب ہوگیا۔ تو بدنامی کا داغ دُھل جائیگا۔ اور اگر میدان جنگ میں کام آیا۔ تو ذلت سے بچ جاؤں گا۔

یہ سوچ کر جان بکف رام چندر جی کے مقابلہ میں

آیا۔ دونو طرف سے تیر چلنے شروع ہوئے۔ رامچندر جی کے زخم آئے۔ مگر انہوں نے ذرا پرواہ نہ کی۔ بلکہ اور مستعدی سے بوچھاڑ شروع کر دی۔ کھُر بڑا بہادر اور تجربہ کار تھا۔ خوب ہمت دکھائی۔ فنِ حرب کے کمالات ظاہر کئے۔ وار خالی دینے میں پُوری مہارت رکھتا تھا۔ رام چندر جی اپنے آپ کو بچاتے برابر وار پر وار کرتے جاتے تھے۔ اُس کے ہمراہی لڑتے لڑتے بیدم ہو گئے۔

اب کھُر اکیلا رہ گیا۔ جی توڑ کر حملہ کیا۔ اور گدا کے پیہم وار کئے۔ مگر رام چندر جی کے تیروں نے گدا کے ساتھ ہی کھُر کا جسم بھی چھلنی کر دیا۔ وہ اُس کو پست ہمت دیکھ کر گرجنے لگے۔

"بس اِس طاقت پر گھمنڈ تھا۔ کہاں ہے۔ وہ شجاعت۔ جس کے زعم میں ہم پر حملہ کرنے آئے تھے۔ وہ لشکر کدھر گیا۔ بہادر سپہ سالار کہاں ہیں۔ صرف ایک بدطینت اور وحشی عورت کے بھڑکانے پر اپنی سلطنت اور اپنے خاندان کو تباہ کر لیا۔"

کھُر نے غضب آلود نگاہوں سے دیکھا۔ اور جھلّا کر بولا۔ "تم نے ظلم نہیں کیا۔ ہماری قلمرو میں آکر پناہ لی اور ہماری ہی بہن کی یہ بے حرمتی کی۔ آخر کوئی وجہ؟ کوئی سبب؟ بے گناہ عورت پر ہاتھ اُٹھانا کہاں کا دھرم ہے؟ بڑے تپسوی بن کر آئے ہیں؟ اسی لئے تو باپ نے دیس سے نکالا۔ ماں نے جلاوطنی کا

حکم دیا۔ اگر نیک ہوتے۔ تو یہ دن کیوں دیکھتے"۔
رام چندر جی نے جواب دیا"تمہیں دھرم سے کیا کام؟ کیا یہ عورت کا دھرم ہے۔ کہ غیر مردوں کے پاس جاکر ناز و انداز دکھائے۔ اُن کو بدی کی ترغیب دے۔ تمہیں شرم کرنی چاہیئے۔ ایسے بے غیرت اور بے حیاؤں کا دُنیا میں رہنا نہایت خطرناک ہے"۔
یہ کہ کر تلوار کھینچ لی۔ اور شیر کی طرح گرج کر ٹوٹ پڑے۔ ایک دو ہاتھ میں کھر کا جسم پاش پاش ہو گیا بہتیرا سنبھلا۔ مگر تاب و تواں رخصت ہو گئے۔ جسم کا پنجرا ٹوٹ پھوٹ گیا۔ اور اُس کی رُوح قیدی جانور کی طرح اُڑ گئی۔

تیرھواں باب

سروپ نکھا کی راون سے فریاد

جب راکشسوں کی فوج۔ اُن کے سپہ سالار اور راجا سب کے سب تباہ ہو گئے۔ تو اکمپن راکشش جان بچا کر بھاگا۔ اور سیدھا راون کے پاس پہنچا۔ تمام داستان مصیبت سُنائی۔ راون سُن کر بہت حیران ہوا۔ سروپ

نکھا کی بے حرمتی اور بھائیوں کی تباہی پر افسوس کیا۔
رام اور لچھمن کا نام لیتے ہوئے اکمپن کا جسم کانپ اُٹھتا تھا۔ اُن کے بہادرانہ حملوں اور دلیرانہ مدافعت کا سماں آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔ راون نے تسلی دی۔ اور کہا۔ کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ رام لچھمن کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اُن کی جان لے کر نہ رہوں۔ تو میرا نام راون نہیں"۔
مگر اکمپن جو اپنی آنکھوں اُن کی حیرت انگیز طاقت کے کرشمے دیکھ چکا تھا۔ اِن زبانی باتوں پر کیونکر اعتبار کر سکتا تھا۔ نہایت ادب سے بولا۔ ان کو جان سے مارنا تو بڑی مشکل بات ہے۔ البتہ ایک ترکیب ہے۔ جس سے کوئی کامیابی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ اگر آپ اُن کی زوجہ سیتا کو کسی طرح اُڑا لائیں۔ تو بات بن جائیگی۔ رام سیتا کے فراق میں مر جائیگا۔ اور لچھمن رام کے غم میں جان دیدیگا۔
یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ سروپ نکھا روتی پیٹتی بال نوچتی راون کے دربار میں آئی۔ تمام خویش و اقارب امیر و وزیر سامنے صف بستہ تھے۔ اکمپن کی زبانی حالات جنگ سُن سُن کر سب پر حیرت طاری تھی۔ راون پہلے ہی غصہ میں بھرا بیٹھا تھا۔ اپنی بہن کی حالت دیکھ کر از خود رفتہ ہو گیا۔
سروپ نکھا نے کہا۔ افسوس ہے۔ کہ میری یہ حالت ہو۔ آپ کے پیارے بھائی بےدردی سے قتل

کئے جائیں۔ خاندان کے نام پر کلنگ کا ٹیکا لگے۔ مگر آپ کو خبر تک نہ ہو۔ اور مزے سے عیش و عشرت منائیں۔ اگر غفلت کا یہی عالم رہا۔ آرام طلبی کی یہی کیفیت رہی۔ تو وہ دن دُور نہیں۔ جبکہ تمہارا نام و نشان بھی دُنیا سے مٹ جائے +

راون نے سروپ نکھا کی یہ باتیں نہایت تحمل اور استقلال سے سُنیں۔ ذرا چیں بر جبیں نہ ہُوا۔ اور بڑی نرمی سے بولا۔ پیاری بہن! مجھے سب خبر پہنچ چکی ہے۔ اگر اس بات کا پہلے علم ہوتا۔ تو رام لچھمن کی کیا مجال تھی۔ کہ ایسا ظلم کر سکتے۔ یہ تو غلطی کُھر دوکھن کی ہے۔ کہ مجھے اطلاع نہ دی۔ اور اپنے گھمنڈ میں تباہ و برباد ہُوئے۔ کیا مجھے تمہاری بے حرمتی کا رنج اور ان کی افسوسناک تباہی کا غم نہیں؟ تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اُن ظالموں سے کیا سلوک ہوتا ہے +

راون نے یہ کہکر دربار برخاست کیا۔ اور اپنے مشیران خاص سے صلاح و مشورہ کر کے رام چندر جی کے خلاف منصوبے سوچنے لگا۔ آخر پنج وٹی کی طرف روانگی کا فیصلہ کیا۔ اپنے عجیب وغریب رتھ پر سوار ہو کر لنکا سے روانہ ہُوا۔ ایک جنگل میں پہنچا۔ تو مارچ جپ تپ کرتا نظر آیا۔ راون کی صورت دیکھ کر اُس نے تعظیم و تکریم کی۔ اور تشریف آوری کا سبب دریافت کیا +

راون نے رونی صورت بنا کر کہا۔ جنستھان میں کھر دوکھن اور ترسرا مارے گئے۔ سروپ نکھا کی ناک کے ساتھ ہمارے خاندان کی ناک کٹ گئی۔ ہزاروں پولست بنسیوں کو رام چندر نے مار ڈالا۔ باپ نے گھر سے نکال دیا۔ تیرہ برس جنگل میں ٹھوکریں کھاتے گذر گئے۔ مگر پھر بھی شرارت سے باز نہیں آیا۔ میرا یہ ارادہ ہے۔ کہ اُس کی عورت سیتا کو اُڑا لاؤں۔ کنبھ کرن۔ بھبھیکھن اور میگھ ناد ایسے بہادر میرے بھائی ہیں۔ اور میرا نام بھی شجاعت و بہادری میں کافی شہرت رکھتا ہے۔ اور تم میرے ساتھ ہو۔ پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ خواہ کتنے رام لچھمن آئیں۔ سب کا خاتمہ ہو جائیگا۔

ماریچ۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ آپ بہادر آپ کے بھائی دلیر۔ میں ہر طرح سے تابعدار۔ مگر رام چندر کے مقابلہ میں عہدہ بر آ ہونا اگر ناممکن نہیں۔ تو محال ضرور ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی اور تباہی آئے۔ میں رام چندر کی طاقت دیکھ چکا ہوں پندرہ برس کے رن میں اُس نے تاڑکا کو قتل کیا سباہو کو جان سے مارا۔ اور مجھے ایسا زخمی کیا۔ کہ آج تک جان چھپائے پھرتا ہوں۔ ذرا اس معاملہ پر غور کر لیجئے۔

راون۔ میں غور کر چکا ہوں۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ میں ضرور انتقام لونگا۔ اس بے غیرتی کی زندگی سے

موت بدرجہا بہتر ہے۔ میری بہن کی ناک کٹے۔ بھائی قتل کئے جائیں۔ ہزاروں بھائی بندوں اور ہمقوموں کا خون پانی کی طرح بہے۔ اور میں خاموش رہوں۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر آپ کو اپنی جان کی فکر ہے۔ اور مجھے کوئی امداد نہیں دینا چاہتے۔ تو اور بات ہے۔ مگر میں اپنے ارادے سے ٹل نہیں سکتا۔ جو ہوگا دیکھا جائیگا۔

مارتیچ - نہیں میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ میں آپ کو امداد دینے سے گریز کرتا ہوں۔ میں ہر طرح حاضر ہوں۔ لیکن کوئی ایسی تدبیر کی جائے۔ کہ کام آسانی سے نکل آئے۔ اور زیادہ تباہی بھی نہ پھیلے۔ میں تو محض آپ کے بھلے کی سوچ رہا ہوں۔

راون - میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے۔ اگر سیتا کو اڑا لے جایا جائے۔ تو یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے۔ اس کی سہل ترکیب یہ ہے۔ کہ تمہیں سحر و فسوں میں کمال حاصل ہے۔ ایک خوشنما ہرن بن جاؤ۔ ان کے سامنے جاکر خوب اٹکھیلیاں دکھاؤ۔ رام چندر اور لچھمن شکار کی ہوس میں اٹھ دوڑینگے۔ اور مجھے سیتا کو اڑا لے جانے کا موقعہ مل جائیگا۔ بس سیتا گئی۔ تو رام کی جان گئی۔ اور لچھمن دونو کے غم میں جان دے دیگا۔

مارتیچ - بات تو عقل کی ہے۔ مگر ذرا اور غور کر لیجئے۔ کہیں بعد میں نہ پچھتانا پڑے۔

راون - "نہیں! خوب سوچ کر یہ تجویز کی گئی ہے۔
آپ ذرا فکر نہ کریں"۔
مارنچ - "بہت خوب"۔

چودھواں باب

سیتا ہرن

رام چندر جی - سیتا جی اور لچھمن جی خوش و خرم بیٹھے تھے - خوشگوار موسم تھا - جس طرف نظر جاتی - سبزی ہی سبزی نظر آتی تھی - پرندوں کا چہچہانا بھلا معلوم ہوتا تھا - سورج کی سنہری کرنیں سرسبز پتوں سے چھن چھن کر زمین پر پڑتی تھیں - جن کی چمک سے ذرّے بھی آفتاب کی کیفیت دکھاتے تھے - جنگلی جانور ادھر اُدھر چرتے پھرتے تھے - دفعتہً سیتا جی کی نگاہیں ایک طرف اُٹھیں - اور رام چندر جی سے کہنے لگیں - آہا کیسا خوبصورت ہرن ہے - نازک اندام - بھولا بھالا - سُنہری بالوں پر سورج کی کرنیں تڑپ رہی ہیں - اتنے جنگل دیکھے تیرہ برس بنوں بن پھرے - مگر ایسی دلفریب صورت نظروں سے نہیں گذری - وہ دیکھئے! کس طرح چوکڑیاں

بھر رہا ہے +
لچھمن جی - دُنیا کی ہر ایک چیز خوبصورت ہے۔ مگر ظاہری خوبصورتی پر فریفتہ ہو جانا اکثر اوقات تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ یہ چلتی پھرتی صورتیں خواب و خیال ہیں - ابھی آنکھوں کے سامنے ہیں - ابھی غائب ہو جائینگی - یہ پیارا ہرن در اصل سُراب ہے - ایک تیر لگا - اور اس کی شکل تبدیل ہوئی - نہ یہ پیاری پیاری صورت رہیگی - نہ یہ اٹکھیلیاں - مست آنکھوں کا نور کافور ہو جائیگا - چمکتے ہوئے سنہری بال سیاہ پڑ جائینگے پس ایسی فریب دہ ہستی پر اتنا مایل ہو جانا مناسب نہیں +

سیتا جی - لچھمن جی! اس اندیشہ کی ضرورت نہیں۔ مجھے یہ ہرن ضرور چاہیئے - اگر زندہ لے آؤ - تو بہت ہی اچھا - میں اِسے پالونگی - اپنے پاس رکھونگی - اگر جیتا پکڑا نہ جائے - تو مرگ چھالا ہی سہی +

یہ باتیں ہو رہی تھیں - کہ ہرن قریب آکر اٹکھیلیاں کرنے لگا - کبھی چوکڑی بھر کر اِدھر جاتا تھا - کبھی اُدھر - کبھی مست آنکھوں سے دلوں کو لبھاتا تھا - کبھی مضطرب ہوکر پریشان کر جاتا تھا - اُس کے کرشمے دیکھ کر سیتا جی کا اشتیاق حد سے بڑھ گیا - رام چندر جی سے بزور التجا کی - کہ یہ ہرن ہاتھ سے جانے نہ پائے - اُن کو سیتا جی کی رضامندی منظور تھی - فوراً آمادہ ہوگئے - لچھمن جی سے کہنے لگے - کہ

تم ان کی حفاظت کے لئے یہیں رہو۔ میں شکار کر کے ابھی واپس آتا ہوں ✤

رام چندر جی تلوار کمر میں لگا کر کمان ہاتھ میں لئے ہوئے لپکے۔ مگر ہرن زد بچاتا ہؤا ادھر اُدھر گھومتا پھرتا تھا۔ ہرن کا بدن خوف سے کانپتا تھا۔ لیکن اپنی فسونسازیوں سے غافل نہ تھا۔ وہ چھلاوے کی طرح دم جھانسے دیتا دُور نکل گیا۔ اور رام چندر جی بھی تیر برساتے پیچھے پیچھے چلے گئے ✤

جب بہت دیر ہوگئی۔ رام چندر جی واپس نہ آئے۔ سیتا جی کے کانوں میں ایک دردناک آواز آئی۔ اُنہیں ایسا معلوم ہؤا۔ کہ اُن کے سرتاج کسی سخت تکلیف میں کراہ رہے ہیں۔ وہ فوراً لچھمن جی سے کہنے لگیں ✤

"جلدی جاؤ! دیکھو کیا ماجرا ہے"؟

لچھمن جی۔ آپ حوصلہ فرمائیے۔ کوئی بات نہیں۔ وہ ابھی ابھی آیا چاہتے ہیں ✤

سیتا جی۔ نہیں نہیں۔ ضرور جاؤ ✤

لچھمن جی۔ آپ کوئی فکر نہ کریں۔ مجھے بھائی کی اجازت نہیں۔ کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤں ✤

سیتا جی۔ مجھے خیال تھا۔ کہ تم اُن سے محبت کرتے ہو۔ مگر آج معلوم ہؤا۔ کہ دشمنی کے لئے سب بناوٹ تھی۔ یہ کیوں نہیں کہتے۔ کہ رام کے مرنے پر راج کی خواہش ہے۔ اور میری تمنا۔ مگر یاد رکھو۔ بھرت جی کے جیتے جی تمہاری راج کی

ہوس پوری نہ ہو سکے گی - رہی مَیں سو اسی وقت جان پر کھیل جاؤنگی - اور تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے *

لچھمن جی - جو کچھ آپ نے فرمایا - یہ کچھ نئی بات نہیں - عورتوں کی فطرت ہی ایسی ہے - میں جسے ماں سے زیادہ قابل عزت سمجھوں - اُسے ایسا خیال - جو بیٹوں کی طرح خدمتگزاری کرے - اُس پر ایسا واہیات الزام ! افسوس - میں پھر عرض کرتا ہوں - آپ کا یہاں تنہا رہنا ٹھیک نہیں *

سیتا جی (رو کر) آہ ! بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہیں بھائی بھائی کا دشمن بن جاتا ہے - کس کو معلوم تھا - کہ لچھمن جی ایسے نازک وقت میں پہلو تہی کریں گے *

لچھمن جی - آپ مجھ پر ناحق تہمت لگاتی ہیں - میں جان دینے کو حاضر ہوں - مگر آپ کو اکیلا کیونکر چھوڑوں *

سیتا جی - مجھ کو کوئی کھا نہیں جائیگا - فضول حیلے حوالے نہ کرو - میں ایسے فقرے بہت جانتی ہوں - کیا مجھے بھی کوئی ایسا ویسا سمجھے ہو - اگر ایشور نہ کرے کوئی ایسا وقت آیا - تو میں گوداوری میں کود پڑونگی - کسی کی کیا مجال - کہ میرے سایہ کو بھی چھُو سکے *

لچھمن جی مجبور ہو گئے - اور ڈنڈوت کر کے عرض کی - کہ بھائی صاحب تو یہاں سے ہلنے کی ممانعت کر گئے تھے - آپ ضد کرتی ہیں - تو لیجئے - تعمیل ارشاد کرتا ہوں - ذرا ہوشیار رہیئے گا *

لچھمن جی اُدھر گئے - اِدھر راون سنیاسی کا بھیس کئے گیروے کپڑے پہنے - جٹا بنائے کمنڈل لئے کھڑاؤں کھٹ کھٹ کرتا سامنے آیا - جس وقت نگاہیں چار ہوئیں - راون کا بدن کانپ اُٹھا - فوراً آنکھیں نیچی ہوگئیں - لیکن چونکہ ہوائے نفسانی غالب تھی - اُسی حالت میں ہری نارائن ہری نارائن" کہتا جانکی جی کے قریب پہنچا - اور پوچھا ؛

لکشمی ہو یا اپسرا - چاند ہو یا سورج یا حُسن کی دیوی ؟ اس جنگل میں کیسے آنا ہؤا ؟

سیتا جی جنگل میں سادھو - مہاتماؤں کی خدمتگزاری کی خوگر تھیں - اُن کو فقیرانہ لباس کی عزت کرنے سے کام تھا - افعال پر نظر نہ تھی - لہذا وہ حسب دستور ادب سے پیش آئیں - اور کندمول سامنے رکھدیئے ؛

راون خوش تھا - کہ خوب تنہائی کا موقعہ ہاتھ آیا - لیکن ڈرتا تھا - کہ رام اور لچھمن میں سے کوئی آگیا - تو جان کے لالے پڑ جائینگے ؛

سیتا جی نے میکے - سسرال اور بن باس کا مفصل حال سُناکر پوچھا - کہ تم بتاؤ کون ہو - یہاں کیسے آگئے ؟

راون نے کہا - میں راکشسوں کا راجہ راون ہوں - میرے نام سے دیوتاؤں کا دم فنا ہوتا ہے - ادھر سے گزرا تو تمہارے حسن دلفریب نے جادو کا سا اثر کردیا - چلو رنواس کی رونق بڑھاؤ - پانچ ہزار لونڈیاں تمہاری خدمت کرینگی - سونے کا محل رہنے کو ملیگا ؛

جانکی جی کے دل پر ان الفاظ نے تیر ونشتر کا کام کیا۔ آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اور غصہ میں بولیں:۔
کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ میں رام چندر جی کی بیوی اور لچھمن جی کی بھاوج ہوں۔ جن کے نام سے دُنیا کانپتی ہے۔ تمہارے جیسے ہزاروں ان کی تلوار کے گھاٹ اُتر چکے ہیں۔ ہوش کرو۔ اور اپنی راہ لو۔

راون۔ میں ایسی باتوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ رام چندر اور لچھمن کی کیا حقیقت ہے۔ کہ میرے سامنے دم مار سکیں۔ میں نے اپنے بھائی کبیر کو مار کر کیلاش پر بھگا دیا۔ اس کا پشپ بوان اب میرے قبضے میں ہے۔ میری لنکا سونے کی ہے۔ ایسا شہر دنیا کے پردے پر نہیں۔ جگہ جگہ قلعے۔ ہر طرف چار دیواری جا بجا باغ۔ باغیچے۔ کروڑوں بہادر جاں نثاری کو حاضر۔ لاکھوں امیر پابوسی کو موجود۔ ہر طرح کا آرام حاصل۔ یہاں جنگل میں عمر خراب نہ کرو۔ میرے ساتھ چلو۔ اور دُنیا کے عیش و عشرت کا لُطف اٹھاؤ۔

سیتا جی۔ بس بس۔ اِس قسم کی باتیں زبان سے نہ نکالو۔ میں رام چندر جی کی لونڈی ہوں۔ کسی کی کیا طاقت ہے۔ کہ مجھے نظر بد سے دیکھے۔

راون۔ (قہقہہ لگا کر) ہاں! وہی رام چندر جسے ماں نے گردنیاں دیں۔ باپ نے گھر سے نکال دیا۔ نہ راج نہ پاٹ۔ نہ دولت نہ حشمت۔ ایسے بے خانماں کے ساتھ عمر گنوانا کونسی عقلمندی ہے۔ میرے ساتھ

لنکا میں چلو - رام چندر کیا - اس کا خیال بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا - جاہ و ثروت کے علاوہ چاروں وید چھیوں شاستر مجھے نوک زبان ہیں - میرے علم و فضل کا تمام عالم میں شہرہ ہے - رام چندر کا دامن پکڑ کر ناحق خراب ہو رہی ہو +

سیتا جی نہایت برہم ہوئیں - اور اُنہوں نے راون کو بہت سخت سُست کہا - راون اپنی دُھن کا پکّا تھا - اپنے ارادے پر مستعد ہو گیا - مگر خیال تھا - کہ سادھوؤں کے بھیس کو بدنام کرنا اچھّا نہیں - وہ لباس اُتار کر اپنی اصلی صورت میں آگیا - اور آنکھیں لال پیلی کر کے بولا +

معلوم ہوتا ہے - تم اپنی ضد سے نہیں ٹلوگی - دیکھوں رام چندر کیسے میرے پھندے سے تمہیں چھڑا سکتا ہے - اور لچھمن کیا بہادری دکھاتا ہے - میں نے نرمی سے سمجھایا مگر کچھ اثر نہ ہؤا - جو ہو سو ہو +

یہ کہتے ہی بجلی کی طرح سیتا جی کے پاس پہنچا - ایک ہاتھ سے اُن کے بال پکڑے - دوسرے ہاتھ سے پاؤں تھاما - اور اُٹھا کر رتھ پر ڈال دیا - سیتا جی ہائے رام ہائے رام - ہائے لچھمن ہائے لچھمن - کہ کر چلائیں - بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے - لیکن اب اُس کے پھندے سے رہائی مشکل تھی - رتھ ہوا سے باتیں کر رہا تھا - تھوڑے ہی عرصہ میں کئی کوس کا فاصلہ طے ہو گیا +

سیتا جی بے بسی کی حالت میں تڑپ رہی تھیں -

نہ کوئی مونس تھا - نہ غمخوار - موذی کے چنگل سے کوئی نجات دلانے والا نظر نہ آتا تھا - لچھمن جی کی باتیں یاد کر کے روتی تھیں - اپنی حماقت اور ضد پر کفِ افسوس ملتی تھیں - اور نہایت حسرت سے کہتی تھیں ؏

سنو سنو - اے بن کے پرندو سنو سنو - اے بن کے درختو
رحم ذرا مجھ پر فرماؤ سنو سنو - اے بن کی ہواؤ
ہوش نہیں ہے جسکو ہوس میں میں ہوں اک ظالم کے بس میں
مجھ کو لوٹا رہزن بن کر آیا بیری دشمن بن کر
لچھمن کو یہ راز بتانا - رام کو میرا حال سُنانا

قید سے مجھ کو آن چھڑائیں
راون کو وہ ہاتھ دکھائیں

سیتا جی نے چلتے چلتے جٹایو کو دیکھا - بلک بلک کر رونے لگیں - اور بولیں - کہ تم میرے سسر راجہ دسرتھ کے دوست ہو - آہ! تمہاری آنکھوں کے سامنے یہ بدمعاش مجھے زبردستی لئے جاتا ہے ؂

جٹایو یہ سُن کر غضب ناک ہو گیا - اور کہا - ٹھہر بے مردود راون! کہاں جاتا ہے - دیکھ میں تیری جان لیتا ہوں ؂

سیتا جی نے فرمایا - جٹایو جی! آپ بڈھے سادھو - یہ ہٹا کٹا سلاح بند - اِس سے لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہیں - کوئی رام چندر جی سے یہ خبر کرنے کو تو رہے - کہ "راون مجھے ہر لے گیا" ؂

جٹایو راہ روک کر کھڑا ہو گیا - راون بھڑک اُٹھا -

خونریزی پر نوبت پہنچی۔ جٹایو نے دیر تک مقابلہ کیا۔ وار بچاتا رہا۔ آخر راون تلوار لے کر جھپٹا۔ اور اس کو زخمی کر دیا۔ جٹایو زمین پر گر پڑا۔ اور وہ رتھ اُڑا کر نظروں سے غائب ہو گیا ؞

پندرھواں باب

رام چندر جی کی شکار سے واپسی اور سیتا جی کی تلاش

رام چندر جی جب اُس ہرن کو فنا کر کے واپس آئے۔ تو طبیعت نہایت پریشان تھی۔ دل بیقرار تھا۔ راستے میں لچھمن جی مل گئے۔ وہ دیکھ کر ناراض ہوئے۔ کہ سیتا جی کہاں؟ اُن کو کیوں اکیلے چھوڑ آئے؟ لچھمن جی نے سیتا جی کے بضد ہو کر بھیجنے کی تمام بات سُنائی۔ جب کٹیا میں پہنچے۔ تو سیتا جی غائب۔ ہوش اُڑ گئے۔ اِدھر اُدھر تلاش کی۔ کہیں نشان تک نہ ملا۔ رام چندر جی کے تاب و تواں رخصت ہو گئے۔ لچھمن جی کا بازو پکڑ لیا۔ اور کہا۔

بھائی! سیتا جی کو کسی طرح دکھاؤ۔ ورنہ خیریت نہیں۔ چہرہ کا رنگ اُڑ گیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے دمبدم سیتا جی سیتا جی کا درد ہونے لگا۔ مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ تمام اُمیدیں خاک میں مل گئیں۔ تمناؤں کا خون ہو گیا۔ لچھمن جی نے بہت تسلی دی مگر صبر و قرار کہاں ✤

آخر اُس کٹیا کو جس میں سیتا جی نے رونق افروزی کی تھی۔ جہاں دونو بھائیوں نے کچھ عرصہ آرام حاصل کیا تھا۔ نگاہ حسرت سے دیکھ کر سیتا جی کی تلاش میں چل کھڑے ہوئے۔ سارا جنگل چھان مارا۔ پتہ پتہ ڈھونڈا۔ مگر کہیں پتہ نہ ملا۔ ہاں چلتے چلتے ایک جگہ پھولوں کے زیور پڑے پائے۔ رامچندر جی نے اُٹھا کر کہا۔ یہ اُنہیں کے ہیں۔ تھوڑی دور آگے گئے۔ تو ایک مقام پر سونے کا زیور بھی ہاتھ لگا۔ وہ سمجھ گئے۔ کہ بس اسی طرف کوئی راکشش اُن کو لے گیا ہے ✤

کچھ دنوں کے بعد ایک جنگل میں پہنچے۔ زخمی جٹایو بے خود زمین پر پڑا تھا۔ اُنہوں نے سمجھا۔ یہ بھی کوئی راکشش ہے۔ کمان سنبھال کر تیر کا نشانہ بنانے لگے تھے۔ کہ وہ چلّایا۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں راون مجھے اِس حالت کو پہنچا کر سیتا جی کو لے بھاگا سر سے پاؤں تک زخمی ہوں۔ فقط آپ کی انتظاری میں گھڑیاں شمار کر رہا تھا۔ کہ مظلوم سیتا جی کا پیغام

آپ کو پہنچاؤں *

رام چندر جی جٹایو کی یہ دردناک آواز سُن کر دوڑ پڑے۔ اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ رونے لگے۔ کہ ہلئے! ہمارے رفیق کی یہ حالت ہوئی۔ آنسو بہاتے تھے۔ اور اس کے جسم کا خون پونچھتے جاتے تھے۔ جٹایو نے تمام سرگذشت بیان کی۔ راون کے مظالم کا ذکر کیا۔ اور ہمیشہ کے لئے آرام کی نیند سوگیا *

رام چندر جی اور لچھمن جی اس شہید وفا کے غم میں جی کھول کر روئے۔ لکڑیاں اکٹھی کیں۔ اور اس کا کریا کرم کر کے بادیدۂ پُر آب آگے بڑھے *

ابھی کچھ زیادہ فاصلہ طے نہ ہوا تھا۔ کہ کوندھ راکشش سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ وہ نہایت وحشی مزاج ہمت و طاقت میں فرد۔ اور بے رحمی میں لاثانی تھا۔ ان مصیبت زدوں کو اپنے علاقہ میں دیکھ کر از خود رفتہ ہو گیا۔ اور جھٹ حملہ آور ہوا۔ رام چندر جی اور لچھمن جی نے بھی جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ وہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس کو اپنی طاقت پر گھمنڈ تھا۔ لیکن ان کی شہزوری دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ جب معلوم ہوا۔ کہ یہ رام لچھمن ہیں۔ تو بولا کہ میں خوش ہوں۔ کہ ایسے نیک بہادروں کے ہاتھ سے مرتا ہوں۔ بہتر ہے۔ کہ میرا قصور معاف کریں اور اپنے ہاتھ سے مجھے آگ کے سپرد کر کے مشکور فرمائیں۔

رام چندر جی نے کہا - بہت بہتر - مگر یہ تو بتاؤ -
سیتا جی کو کون لے گیا ہے ؟

کوندھ راکشش نے جواب دیا - کہ سیتا جی راون کے قبضے میں ہیں - لیکن وہاں تک پہنچنے میں آپ کو بڑی دقتوں کا سامنا ہوگا - آپ پہلے سگریو کو لیں - جو بانر قوم کا راجہ اور بڑا دھرماتما ہے - اس سے آپ کو بڑی مدد ملیگی - اس کی بُود و باش رکھیہ موک میں پنپا سر نامی تالاب پر ہے - وہ بڑا پُر فضا اور دلکش مقام ہے - پھُولوں پھلوں کی وہاں کمی نہیں - ہاں راستہ بہت خطرناک ہے - بڑے بڑے دشوار گذار جنگلوں اور پہاڑوں سے گذرنا ہوگا - جہاں شیروں اور ناگوں کی بیحد کثرت ہے ؞

رام چندر جی نے کہا - مگر بانر قوم تو بالکل جنگلی اور وحشی لوگ ہیں - اُن سے ہمیں کس طرح ہمدردی کی اُمید ہوسکتی ہے - نہ میل نہ ملاپ - نہ ایک دوسرے سے صُورت آشنائی ؞

کوندر راکشش - آپ اس بات کی ذرا پروا نہ کیجئے - وہ آپ کی ضرور قدر کریگا - اور اُس سے آپ کو ایسی بیش بہا مدد ملیگی - کہ آپ بہت خوش ہونگے ؞

یہ کہ کر کوندھ راکشش نے آنکھیں بند کرلیں - دم نکل گیا - رام چندر جی نے ایک غار میں دھکیل کر آگ لگادی - اور وہاں سے روانہ ہوئے ؞

اب رام چندر جی کو کسی قدر تسکین ہوگئی۔ کہ سیتا جی کا سراغ تو مل گیا۔ جس طرح ہوگا وہاں پہنچینگے۔ اور راون کو اس شرارت کا مزا چکھائینگے۔ اُنہوں نے کمر ہمت باندھ لی۔ درختوں کے پھل پھول کھاتے صاف شفاف ندیوں کا پانی پیتے۔ جنگلوں اور پہاڑوں کو عبور کرتے منزل مقصود کی طرف تیز گام ہوئے۔ رات دن سفر سے کام تھا۔ جس وقت تھک جاتے ذرا آرام کر لیتے۔ اور سستا کر پھر روانہ ہو جاتے۔

سولھواں باب

رام چندر جی اور سگریو کا عہد و پیمان

رام چندر جی اور لچھمن جی۔ سیتا جی کی جستجو اور سگریو کی ملاقات کے شوق میں جنگلوں اور دریاؤں کو عبور کرتے رکھیہ موک میں پہنچے۔ عجیب پر فضا اور دلکش مقام تھا۔ درخت سرسبز پتوں کے دھانی۔ مخملی لباس سے آراستہ اور پھولوں کے خوشنما زیور سے پیراستہ تھے۔ پھلوں سے جھولیاں بھری تھیں۔ غریب الوطن مسافروں کی خدمت میں بلا تکلف پیش

کرتے تھے۔ شاخیں نزاکت سے جھکی جاتی تھیں۔ خوشنوا پرندے اپنی میٹھی اور رسیلی بولیاں سُنا سُنا کر وجد میں لا رہے تھے۔ مور ناچتے تھے۔ ہرن اور بارہ سنگے ہری ہری گھاس چرتے کلیلیں کرتے پھرتے تھے۔ بھونرے پھُولوں کی بلائیں لیتے تھے۔ اور پھول جوش شباب میں پھُولے نہ سماتے تھے۔ پوہکرنی ندی موجیں مار رہی تھی۔ صاف و شفاف پانی بلّور کو مات کر رہا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر رام چندر جی کے دل کی آگ بھڑک اُٹھی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور دیر تک آہ و فغاں کرتے رہے ؛

لچھمن جی نے سمجھایا۔ کہ یہ آہ وزاری بے فائدہ ہے حوصلہ فرمائیے۔ سگریو سے مل کر سب پتہ مل جائیگا۔ پھر سیتا جی کی تلاش میں زیادہ مستعد ہو جائینگے ۔ پوہکرنی ندی سے آگے جاکر پنپا سر کے پُر فضا نواح میں گئے۔ تو سگریو وغیرہ کا پتہ نہ پایا۔ سامنے ایک پہاڑ کی چوٹی نظر آئی۔ جو خود رُو درختوں۔ بیلوں اور پھُولوں سے نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی ۔ وہاں سگریو اور اُس کے چار جاں نثار رفیق پھر رہے تھے۔ جب اُنھوں نے رام چندر جی اور لچھمن جی کو تیر و کمان ہاتھ میں لئے آتے دیکھا۔ تو نہایت گھبرائے سگریو نے کہا۔ ہو نہو۔ بالی کے جاسوس ہیں ۔ اب کیا کیا جائے۔ بھاگ چلو ۔ یا اُن پر حملہ کرنے کا

بندوبست کرو ✣

ہنومان جی نے کہا۔ ذرا ہوش کرو۔ عقل سے کام لو۔ راجاؤں کو ایسی جلد بازی لازمی نہیں ✣

سگریو نے جواب دیا۔ ان کی وضع قطع۔ چال ڈھال تو دیکھو۔ اس طرح مسلّح ہوکر اِدھر آنا بلا وجہ نہیں۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ تم اُن کے پاس جاؤ۔ اور حال دریافت کرو۔ اگر بالی کے جاسوس ہوں۔ تو اِدھر اشارہ کر دینا۔ تاکہ میں یہاں سے غائب ہو جاؤں ✣

ہنومان جی فوراً وہاں سے روانہ ہوئے۔ رام چندر جی اور لچھمن جی کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ نمسکار کرکے تشریف آوری کا سبب دریافت کیا۔ اُنہوں نے جلا وطنی کی کیفیت۔ بن باس کی مصیبت۔ اور جٹایو کے بیان کے بموجب سگریو سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ ہنومان جی بہت خوش ہوئے۔ اور اُن کو اپنے ساتھ راجہ سگریو کے پاس لے گئے ✣

سگریو اور اس کے ہمراہیوں نے ادب سے سر جھکایا تعظیم کی۔ خاطر و تواضع سے پیش آیا۔ رام چندر جی کی داستان غم سنی۔ اپنا قصۂ درد سنایا۔ اور رامچندر جی کو ڈھارس دی۔ کہ راون کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ وہ اِدھر ہی سے گذرا ہے۔ اگر مجھے علم ہوتا۔ کہ وہ سیتا جی کو لئے جا رہا ہے۔ تو اُسی وقت گرفتار کر لیتا۔ پھر اُس نے سیتا جی کے زیور دکھائے۔ جو وہ جاتے جاتے سگریو وغیرہ کو دیکھ کر وہاں پھینک

گئی تھیں۔ رام چندر جی نے زیور پہچان لئے اور کہا واقعی اُنہی کے زیور ہیں +

سگریو اور رام چندر جی کے مابین اتحاد اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا عہد وپیمان ہوا۔ سگریو نے راون پر حملہ کرنے میں ہر طرح سے مدد کرنے کا اقرار کیا۔ اور رام چندر جی نے بالی کی تباہی کا بیڑا اٹھایا +

سگریو نے کہا۔ بالی میرا بڑا بھائی ہے۔ والد کی وفات کے بعد وہ تخت نشین ہوا۔ مگر ایک دن سیر وشکار میں ایک راکشش سے مقابلہ ہوگیا۔ وہ اس کے تعاقب میں دُور نکل گیا۔ میں اِدھر اُدھر تلاش کرکے واپس آیا۔ جب کئی روز تک اس کا کوئی پتہ نہ چلا۔ تو امیروں وزیروں نے راج گدی کو خالی رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ اور مجھے اُس کی جگہ حکومت کرنے کے لئے مجبور کیا۔ ایک سال کے بعد کہیں سے واپس آگیا۔ مجھے تخت سلطنت پر دیکھ کر ایسا لال پیلا ہوا۔ کہ میرا جسم مارے خوف کے کانپ اٹھا۔ میں نے اُس کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ منت سماجت کی۔ ہر طرح اظہار اطاعت کیا۔ مگر اُس کا غصہ کسی طرح فرو نہ ہوا۔ میری عورت کو چھین لیا۔ مجھے بے عزت کرکے ملک سے باہر نکال دیا۔ اب یہاں آکر اپنی سلطنت قائم کی ہے۔ مگر ہر وقت اُس کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔ خواب وخورش حرام ہے۔ جب تک میری بیوی نہ ملیگی۔ اور وہ قتل نہ ہوگا۔ مجھے ہرگز آرام حاصل نہ ہوگا +

رام چندر جی نے ہنس کر کہا - خیر! ہمارے تمہارے حالات سب ملتے جلتے ہیں - سب کچھ درست ہو جائیگا - بالی ضرور اپنے کیئے کی سزا پائیگا ×

چند روز آرام کر کے رام چندر جی نے سگریو کو بالی پر حملہ کرنے کی صلاح دی - اور فرمایا - کہ میں کچھ فاصلے پر تیر کا نشانہ کرونگا - بس بالی کا وہیں کام تمام ہو جائیگا سگریو حسب الارشاد کسکندھا پور بالی کے شہر میں پہنچا - چند رفیق ساتھ تھے - بچتے بچاتے بالی کے محل کے پاس گئے - وہ تو اِدھر اُدھر چھپ رہے - سگریو نے دروازے کو دستک دی - بالی باہر نکلا - سگریو کی صورت دیکھ کر آگ ہو گیا - بجلی کی طرح کڑکا - اور ایسی شدت سے حملہ کیا - کہ سگریو کے اوسان خطا ہو گئے - دیر تک لڑائی ہوتی رہی - بالی غالب تھا - رام چندر جی نے ایسا تاک کر نشانہ لگایا - کہ تیر بالی کی چھاتی پر بیٹھا - اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا ×

یہ کیفیت دیکھ کر رام چندر جی بھی وہاں پہنچ گئے - جب ذرا ہوش آیا - تو بالی نے حسرت بھرے الفاظ میں کہا - کہ افسوس! میں فریب سے مارا گیا - مگر میرے مقدر میں یہی تھا - خیر جو ہونا تھا سو ہؤا - میں خوشی سے اپنا راج پاٹ سگریو کے حوالے کرتا ہوں - انگد میرا نور نظر ہے - اُس کو تکلیف نہ ہو - سگریو کو چاہئے - کہ تمام گذشتہ کاوشوں کو دل سے دُور کر کے اس کو اپنا لختِ جگر سمجھے ×

تارا اپنے سرتاج بالی کی یہ حالت دیکھ کر گریہ و زاری کرنے لگی۔ انگد بلک بلک کر رو رہا تھا۔ تمام عزیز و اقارب پریشان تھے۔ بالی جیسے بے نظیر بہادر کو ایسی بے بسی کی حالت میں دیکھ کر سب کا کلیجہ پاش پاش ہو رہا تھا۔ آخر بالی کا دم رخصت ہوا۔ اور سگریو کے دل کی مراد بر آئی +

سگریو رام چندر جی کی وعدہ ایفائی کا مدّاح تھا۔ دل و جان سے اُن کا تابع فرمان ہو گیا۔ کسی دشمن کا خوف نہ رہا۔ بے کھٹکے کار و بار سلطنت اور عیش و عشرت میں مصروف ہوا +

سترھواں باب

سگریو کی سیتا جی کی تلاش میں سرگرمی

سگریو کی تخت نشینی کے بعد برسات کا موسم شروع ہو گیا۔ اس عرصہ کے لیئے رام چندر جی نے سیتا جی کی تلاش ملتوی کر دی۔ اور خود برکھن پہاڑ پر قیام پذیر ہوئے۔ یہ پہاڑ نہایت سرسبز اور سہانا تھا۔ سبزہ زار کی ہریاول سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا

ہوتا تھا۔ مند اگنی ندی کی روانی۔ چندن کے درختوں کی خوشبو۔ ہلکی ہلکی پوہار اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے طبیعت بشاش ہو جاتی تھی٭

جب برسات گذر گئی۔ رام چندر جی نے کہا۔ کہ سگریو کا وعدہ تھا۔ کہ بارانی موسم گذرتے ہی تلاش شروع ہو جائیگی۔ مگر ایک مہینہ زیادہ ہو گیا۔ اُس نے کبھی یاد تک نہیں کیا۔ شاید وہ سمجھا ہے۔ کہ مطلب نکل گیا۔ اب کون درد سر مول لے۔ مگر یاد رکھے۔ اگر اُس نے وعدہ ایفائی سے پہلو تہی کی۔ تو جس تیر نے بالی کا خاتمہ کیا تھا۔ وہی اُس کے سینے کے پار ہوگا٭

لچھمن جی نے جواب دیا۔ مجھے سگریو سے یہ توقع نہیں۔ کہ ایسا احسان فراموش ہو۔ چونکہ اس کو بے حد رنج کے بعد راحت ملی تھی۔ ممکن ہے۔ غافل ہو گیا ہو۔ بہر حال آپ کو اطمینان رکھنا چاہیئے٭

رام چندر جی نے فرمایا۔ کہ تم جاؤ۔ اور اُس کو یاد دلاؤ٭

لچھمن جی فوراً تیر کمان سنبھال کر رکھیہ موک کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سگریو کے محل سرا میں پہنچے ہنومان جی اور انگد نے استقبال کیا۔ سگریو شراب کے نشہ میں غین تھا۔ انگد نے جا کر لچھمن جی کی آمد کی خبر دی۔ سارا خمار اُتر گیا۔ ننگے پاؤں حاضر خدمت ہوا۔ لچھمن جی نے رام چندر جی کا پیغام سنایا۔

خلاف توقع غفلت پر اظہار افسوس اور رام چندر جی کی بیقراری کا حال بیان کیا۔ سگریو نے نہایت ادب سے معذرت چاہی۔ معافی مانگی۔ اور خود رام چندر جی کی خدمت میں حاضر ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔

سگریو نے ہنومان جی سے ارشاد کیا۔ کہ اپنی قلمرو کے تمام وفادار اور جاں نثار بہادروں کی طلبی کے احکام جاری کردو۔ سب دس روز کے اندر حاضر دربار ہو جائیں۔ ہرگز دیر نہ ہو۔ ہنومان جی نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ روز مقررہ پر کروڑوں بانر کسکندھاپور میں پہنچ گئے۔

راجہ سگریو اپنے جاہ وحشم پر نہایت خوش تھا۔ امیروں وزیروں اور ٹڈی دل لشکر کو ہمراہ لے کر لچھمن جی کے ہمرکاب رام چندر جی کی قدمبوسی کے لئے روانہ ہؤا۔ رفتہ رفتہ منزل مقصود پر پہنچے۔ سگریو رام چندر جی کے پاؤں پر گر پڑا۔ غفلت کی معافی مانگی۔ شکوہ شکایت کے بعد ہنسی خوشی کی باتیں ہونے لگیں۔ سیتا جی کی تلاش کے لئے تجویزیں سوچی گئیں۔ تجربہ کار اور قابل اعتبار افسروں کی ماتحتی میں چاروں طرف فوجیں روانہ کردیں۔ اور حکم دیا۔ کہ جس قدر جلدی ہو سکے۔ سیتا جی کا پتہ نشان معلوم کرکے اطلاع دیں۔ ورنہ خیریت نہ ہوگی۔

بانر یہ حکم سُن کر فوراً روانہ ہو گئے۔ ہنومان جی اور انگد کو جنوب کی طرف جانے کا فرمان ہؤا۔ وہ ہر

تسلیم خم کرکے اپنے ہمراہیوں سمیت جا بجا تلاش میں مصروف ہوئے۔

اٹھارھواں باب

ہنومان جی کی لنکا میں رسائی

راون رات دن سفر کرتا چند روز میں لنکا پہنچ گیا۔ سیتا جی کو شاہی محل میں اتارا۔ راحت و آرام کے تمام سامان مہیا کئے۔ خادمائیں خاطر و مدارات کے لئے حاضر ہوگئیں۔ غم غلط کرنے اور عیش و عشرت سے زندگی بسر کرنے کی التجا کی۔ مگر سیتا جی کو رام کے بغیر آرام کیسا۔ کھانا پینا ترک کر دیا۔ صبح و شام رونے سے کام۔ راون نے اپنے دام میں لانے کی ہزار کوشش کی۔ خوب سبز باغ دکھائے لیکن مایوسی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ آخر تنگ آکر اشوک باٹکا (باغ) میں نظر بند رکھنے کا حکم دیا۔ اور سیتا جی سے کہا۔ کہ اگر ایک سال کے عرصہ میں رضامندی ظاہر نہ کی۔ تو جان کی خیر نہ سمجھنا۔ راکششنیوں کو حفاظت پر مقرر کیا۔ وہ سیتا جی کو

طرح طرح کی تکلیفیں دیتی تھیں۔ مگر یہ معمولی ایذائیں اُس مصیبت کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ رکھتی تھیں۔ جو رام چندر جی کے غم میں اُن پر نازل تھی۔ راون وقتاً فوقتاً آتا۔ اظہارِ محبّت کرتا۔ لیکن سیتا جی کو زیادہ صدمہ پہنچتا؛

ہنومان جی کو ایک تو سگریو کی اطاعت کا خیال تھا۔ اور دوسرے رام چندر جی سے دلی اُلفت ہوگئی تھی۔ وہ بڑے بڑے خوفناک جنگلوں۔ دُشوار گذار پہاڑوں اور ناقابلِ گذر دریاؤں کی مسافت طے کرتے۔ ہندوستان کے جنوبی کنارے پر پہنچے۔ دل میں لنکا کا مصمم ارادہ تھا۔ مگر راستہ میں اتھاہ سمندر حائل تھا۔ جس کا عبُور کرنا بہت محال معلوم ہوتا تھا۔ آخر کمر ہمت باندھ کر پار جانے کی ٹھان لی۔ کشتیٔ جان طوفان خیز پانی میں ڈال دی۔ قدم قدم پر لہریں روکتی تھیں۔ حباب آنکھیں دکھاتے تھے۔ بھنور عقل کو چکر میں ڈالتے تھے۔ لیکن ہنومان جی ہاتھ پاؤں مارتے مشکلات کا مقابلہ کرتے کنارے پر جا پہنچے۔ اب ہنومان جی کو یقین ہوگیا۔ کہ سیتا جی کا سُراغ ضرور مل جائیگا۔ سامنے لنکا نظر آتی تھی۔ راون کے سنہری مکان آفتاب کی روشنی میں جگمگاتے دکھائی دیتے تھے۔ ہنومان جی لنکا میں داخل ہونے اور سیتا جی کا پتہ لگانے کی تدابیر سوچنے لگے۔ اُنہیں کئی بھروپ بھرنے آتے تھے۔ مناسب حال وضع اختیار کرکے شہر میں داخل

ہو گئے۔ اِدھر اُدھر چل پھر کر حالات معلوم کئے۔ شاہی محلوں میں رسائی حاصل کی۔ سیتا جی کا کوئی پتہ نہ چلا۔ کئی دن اِسی سرگردانی میں گذر گئے۔ ایک دن چلتے چلتے ایک مکان پر نظر پڑی۔ جس پر جا بجا ایشور کا نام اور اچھے اچھے شلوک لکھے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہؤا۔ کہ یہ راون کے بھائی بھبھیکن کا محل ہے۔ بھبھیکن ایک نیک اور منصف مزاج شخص تھا۔ راون کے افعال سے اُس کو سخت نفرت تھی۔ ہنومان جی اُس سے ملے۔ وہ نہایت محبت سے ملا۔ رام چندر جی سے اظہار اُلفت اور اس صدمہ عظیم میں دلی ہمدردی ظاہر کی۔ ہنومان جی کو سیتا جی کا پتہ بتایا۔

ہنومان جی کو اب قرار کہاں۔ فوراً وہاں پہنچے۔ نگرانی سخت تھی۔ جا بجا پہرہ کا انتظام تھا۔ یہ اپنے آپ کو بچاتے نظر چھپاتے باغ میں داخل ہو گئے۔ اور ایک گھنے درخت میں جو سیتا جی کے قریب ہی تھا۔ چھپ کر بیٹھ گئے۔ سیتا جی کی حفاظت پر وحشی اور خونخوار راکھشنیاں مامور تھیں۔ بات بات پر ان کو جھڑکتی اور تنگ کرتی تھیں۔ ہنومان جی یہ حالت دیکھ کر نہایت بیقرار ہوئے۔ راکشنیاں اِدھر اُدھر گئیں۔ سیتا جی اکیلی رہ گئیں۔ اپنی مصیبت اور رام چندر جی کے خیال نے تڑپا دیا۔ نہایت دردناک آواز میں فغاں کرنے لگیں ؎

غم کی ماری ہوں مجھے ایک دم آرام نہیں

رونے دھونے کے سوا اور کوئی کام نہیں
جان جائیگی میری آہ گرفتاری میں
جس سے اُمید رہائی ہو یہ وہ دام نہیں
رات دن غم میں تڑپتے ہی بسر ہوتی ہے
چین قسمت میں میری صبح نہیں شام نہیں
دل سے کیا بھول گیا جان سے پیارا مجھ کو
آج تک آیا کوئی نامۂ و پیغام نہیں
دید کو اُس کی ترستی ہیں بچاری آنکھیں
نظر آتا کہیں وہ رام دل آرام نہیں

ہنومان جی نے سیتا جی کی یہ حالت دیکھ کر رام چندر جی کی انگوٹھی جو وہ روانگی کے وقت بطور نشانی کے ساتھ لائے تھے - نیچے پھینک دی- سیتا جی نے وہ انگوٹھی اُٹھائی- غور سے دیکھنے پر معلوم ہوُا- کہ وہ اُن کے پیارے کی انگوٹھی ہے- حیران ہوئیں- کہ یہ کیا راز ہے- یہاں کون لایا ؟ کس طرح لایا ؟ چاروں طرف دیکھنے لگیں- ہنومان جی درخت کے پتوں میں چھپے بیٹھے تھے- اِدھر اُدھر دیکھا - پاس کوئی نہ تھا- موقعہ غنیمت سمجھ کر نیچے اُتر آئے- سیتا جی کو پرنام کیا- ہاتھ باندھ کر سامنے بیٹھ گئے- رام چندر جی کے رکھیہ موک میں آنے- سگریو سے ملنے - اور چاروں طرف تلاش کرنے کے حالات بیان کئے اور تسلی دی- کہ اب رام بہت جلد یہاں آکر آپ کو اِس قید سے رہائی دلائینگے- اور راون کو اس شرارت کی سزا دینگے +

سیتا جی یہ حالات سُن کر خوش ہوئیں۔ ہنومان جی کا شکریہ ادا کیا۔ کہ اُنہوں نے اس آڑے وقت میں اتنا دور و دراز کا سفر طے کر کے ایک درد مند کے دل کو تسلی دی ✦

ہنومان جی نے کہا۔ کہ اب میں جلد واپس جانے والا ہوں۔ تا کہ رام چندر جی کو آپ کی صحت و سلامتی کی خبر پہنچاؤں۔ آپ کوئی اپنی نشانی اور پیغام دیجیئے۔ تا کہ میرے یہاں پہنچنے کی ان کو تصدیق ہو جائے ✦

سیتا جی نے فرمایا۔ کہ اُن کو کہ دیجیئے۔ سخت تکلیف میں ہوں۔ آپ کی یاد میں کھانا پینا۔ اور آرام کرنا حرام ہو رہا ہے۔ جس طرح ہو سکے جلد پہنچیئے۔ آپ کے اور لچھمن جی کے وہ کمالات کیا ہوئے۔ کیا موذی راون اپنے کیئے کی سزا نہ پائیگا۔ صرف دو مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ اگر اس عرصہ میں کوئی نہ آیا۔ تو وہ ظالم مجھے جان سے مار ڈالے گا۔ مگر نہیں۔ میں وہ وقت کیوں آنے دونگی۔ مہینہ پہلے خود ہی اپنی ہستی کا خاتمہ کر لونگی۔ اُن کو کہ دو۔ کہ جلدی آئیں۔ اور ہو سکے۔ تو مجھے قید بلا سے چھڑائیں ✦ یہ کہ کر اپنا چوڑامن بطور نشانی کے دیا۔ اور ہائے رام۔ کہ کر خاموش ہو گئیں ✦

ہنومان جی نے بہت تسلی دی۔ کہ بس میرے وہاں پہنچنے کی دیر ہے۔ سگریو کی فوج تیار ہے۔ ادھر رام چندر جی کو پیغام ملا۔ ادھر روانگی ہو گئی۔ یہ کہ کر اُن سے رخصت ہوئے ✦

انیسواں باب

ہنومان جی کی گرفتاری

ہنومان جی نے سیتا جی سے رخصت ہو کر خیال کیا۔ کہ بطور ایک پیغام رساں یا قاصد کے تو میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ لیکن بہتر ہے۔ کہ ذرا راون سے بھی ملاقات ہو جائے۔ اور اگر سمجھانے بجھانے سے وہ سیتا جی کو میرے ساتھ بھیج دے۔ تو کام بن جائے۔ لیکن اس طرح وہ کب ماننے لگا۔ پہلے ذرا اپنی طاقت کے کرشمے اس کو دکھاؤں۔ پھر ممکن ہے۔ کہ ڈر کر جو کہوں مان لے۔

یہ سوچ کر ہنومان جی نے باغ میں ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ پھلدار درخت تباہ کر دئے۔ زمین پر پھولوں کا فرش ہو گیا۔ پھلواڑیاں پا مال کر دیں۔ راکشنیوں کو مار مار کر حیران کیا۔ سب روتی چلاتی راون کے حضور میں گئیں۔ ہنومان جی کی حیرت انگیز طاقت کا ذکر کیا۔ راون سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے اپنے وزیر اعظم کے بیٹے کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ہنومان جی نے تھوڑی دیر میں اس کو معہ ہمراہیوں

کے ہلاک کر دیا۔ پھر راون نے اپنے پانچ بہادر سپہ سالاروں کو ہنومان جی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ وہ بھی مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اور ایک ایک کر کے مارے گئے۔ اب تو راون کے غضب کی کوئی حد نہ رہی۔ اُس نے اپنے فرزند اکھش کمار کو نبرد آزمائی کا حکم دیا۔ اُس کی کیا حقیقت تھی۔ آتے ہی فنا ہوگیا +

اکھش کمار کے قتل پر تمام لنکا میں کہرام مچ گیا۔ ہنومان جی کا نام سُن کر لوگوں کے اُوسان خطا ہوتے تھے۔ کوئی مقابلے کی جُرأت نہ کرتا تھا۔ راون نے اپنے بڑے بیٹے اندرجیت (میگھ ناتھ) کو بُلا کر ہنومان جی کی شرارتوں کی سزا دینے اور چھوٹے بھائی کا انتقام لینے کے لئے ارشاد کیا۔ اندرجیت سرِ تسلیم خم کر کے سامانِ حرب اور بہادر سپاہیوں کو ساتھ لے کر میدان میں آگیا۔ لڑائی زور شور سے شروع ہوئی۔ ہنومان جی زخمی ہو گئے۔ اندرجیت نے کمند ڈال کر فوراً گرفتار کر لیا۔ اور مشکیں کس کر راون کے حضور میں لے گیا +

راون غضب ناک ہو کر بولا۔ تم کون ہو؟ اور ان شرارتوں کا کیا باعث؟

ہنومان جی - میرا نام ہنومان ہے۔ راجہ سگریو کا وزیر اور رام چندر جی کا ایک خادم ہوں +

راون - لنکا میں کیوں آئے؟

ہنومان جی - میں رام چندر جی کا ایک قاصد ہوں +

راون - رام چندر ایک خانہ بدوش شخص ہمرا کیا بگاڑ سکتا ہے - بالی اور سگریو کی حقیقت مجھے معلوم ہے وہ کسی طرح یہاں آکر کامیاب نہیں ہو سکتے +

ہنومان جی - جب میں اُن کا ایک خادم یہاں تک سُراغ لگاتے لگاتے آگیا ہوں - تو وہ کیونکر ناکام رہ سکتے ہیں - رام چندر جی نے راجہ بالی کو سورگ میں پہنچا دیا - سگریو تخت و حکومت کا مالک ہے - رام چندر جی سے اُس کی دوستی ہو گئی ہے - بے شمار فوج سیتا جی کی تلاش میں چاروں طرف بھیجی ہوئی ہے میرے جاتے ہی ٹڈی دل لشکر کا اِدھر رُخ ہو جائیگا اس لئے بہتر ہے - کہ ادھرم کو چھوڑ کر دھرم کا خیال کرو - اور سیتا جی کو قید سے رہائی دو +

راون - کیا بک بک لگائی ہے - کیا میں ان گیدڑ بھبکیوں سے ہاتھ آیا شکار چھوڑ سکتا ہوں - ہزار رام لچھمن اور سگریو آئیں - کسی کی مجال نہیں - کہ سیتا کو یہاں سے لے جا سکیں +

ہنومان جی - یہ تمہارا زعم غلط ہے - رام چندر جی اور لچھمن جی میں وہ طاقت ہے - کہ دُنیا میں کوئی شخص اُن کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا +

راون - میرے بیشمار لشکر کے سامنے اُن دو بھائیوں کی کیا حقیقت ہے - کیا مجھے کوئی ایسا ویسا سمجھے ہو کہ ڈر کے مارے سیتا کو تمہارے حوالے کر دونگا - اگر کسی میں طاقت ہوتی - تو اب تک کیوں نہ لیجاتا +

ہنومان جی - (جوشِ غضب میں) تم کو جس لشکر پر گھمنڈ ہے - راجہ سگریو کی فوج کے سامنے وہ بالکل ہیچ ہے - اور جلدی دیکھ لوگے - کہ اِس ادھرم کا کس قدر خمیازہ اُٹھانا پڑتا ہے - سیتا جی کبھی تمہارے قبضے میں نہیں رہ سکتیں - اگر چاہوں - تو ابھی لے جا سکتا ہوں - مگر یہ اجازت نہیں - خود رام چندر جی اس کام کو کرینگے +

راون یہ سُن کر بہت برانگیختہ ہوُا - اور ہنومان جی کو جان سے مار دینے کا حکم دیا - بھبھیکن نے فوراً اختلاف ظاہر کیا - اور کہا - کہ قاصد کا مارنا آئین سلطنت کے خلاف ہے - بہت دیر تک بحث و تکرار کے بعد یہ فیصلہ ہوُا - کہ معمولی سرزنش کے بعد لنکا سے نکل جانے کا حکم دیا جائے +

بیسواں باب

لنکا پر چڑھائی

ہنومان جی واپس آئے - راجہ سگریو کی خدمت میں حاضر ہوئے - شری رام چندر جی کی قدمبوسی حاصل

کی۔ تمام ماجرا بلا کم و کاست سُنایا۔ راون کے مظالم اور سیتا جی کی قابل رحم حالت سُن کر سب پر غم و غصہ کی ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ لچھمن جی کے جوش کی کوئی حد نہ رہی۔ بہت پیچ و تاب کھایا۔ بد باطن دُشمن کی سرکوبی کے لئے کمر بستہ ہوگئے +

رام چندر جی نے راستہ کے حالات۔ سمندر کی کیفیت۔ لنکا کی فوجی حالت کے متعلق دریافت کیا۔ ہنومان جی نے بتایا۔ کہ راستہ نہایت دشوار گذار۔ سمندر نا قابل عبور۔ اور لنکا ہر طرح سے محفوظ و مستحکم ہے۔ مگر آپ کی طاقت اور قدرت کے سامنے اِن مشکلات کی کوئی حقیقت نہیں۔ فتح آپ کے ہمرکاب ہے۔ جلدی تیاری کیجئے۔ اور سیتا جی کو مصیبت سے نجات دلائیے۔ وہ آپ کے نام کا سمرن کر کے زندگی کی گھڑیاں کاٹ رہی ہیں۔ میں اُن کو بہت تسلی دے آیا ہوں۔ کہ جس قدر جلدی ہو سکیگا۔ راون کو اُس کے ظلم کی سزا دی جائیگی۔ بس اب زیادہ تساہل کی ضرورت نہیں۔ روانگی کا سامان کیجئے +

رام چندر۔ (آبدیدہ ہوکر) آہ! سیتا جی کو اس بے احتیاطی کی بدولت یہ مصیبت پیش آئی۔ ایک ناز پروردہ راج دلاری بے قصور پابند بلا ہے۔ اُس کی کیا حالت ہوگی۔ نہ کوئی مونس ہے۔ نہ غمخوار۔ دشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی ہے۔ جی تو چاہتا ہے۔ کہ ابھی اُڑ کر پہنچ جائیں۔ مگر اُس کے لئے وقت

چاہئے۔ منزل کٹھن ہے۔ اور دشمن زبردست۔ خیر کوئی بات نہیں۔ راجہ سگریو! آپ فوج کو تیاری کا حکم دیں۔ واقعی اب دیر کرنا فضول ہے۔

راجہ سگریو نے فوراً احکام جاری کر دیئے۔ ایک دو روز میں کروڑوں جانباز سپاہی حاضر ہو گئے۔ بہادر اور تجربہ کار سپہ سالاروں کو فرائض تقسیم کئے۔ سب سامان درست ہو گیا۔ انتظام حکومت چند معتبر وزرا کے سپرد کر کے دارالسلطنت کسکندھا پور سے روانہ ہو گئے۔ جو راکشش راستہ میں آیا تہ تیغ ہؤا۔ جس نے کسی قسم کی مزاحمت کی۔ جہنم واصل ہؤا۔ پہلا پڑاؤ ترکوٹ پربت پر کیا۔ رات صلاح مشورہ میں بسر ہوئی۔ صبح کو پھر کوچ کیا۔ اسی طرح کوچ مقام کرتے چند روز میں سمندر کے کنارے پر پہنچ گئے۔

سمندر طوفانی تھا۔ لہریں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ پانی کا زور شور دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کے جی ڈوب رہے تھے۔ اس قدر عظیم فوج کا سلامتی سے عبور کر جانا ناممکن نظر آتا تھا۔ باہمی صلاح مشورے ہونے لگے۔ اور اس مشکل کو حل کرنے کے لئے سب ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

اکیسواں باب

راون کی پریشانی

راون نے بھبھیکن کے کہنے پر ہنومان جی کو چھوڑ تو دیا۔ مگر آخر سخت پشیمان ہوا۔ بار بار اُس کے دل میں یہی خیال آتا تھا۔ کہ اگر ہنومان کا کام تمام کر دیا جاتا۔ تو رام چندر کو کوئی خبر نہ پہنچتی۔ اب خیریت نہیں۔ بڑے زبردست دشمن سے سابقہ پڑا ہے۔ صرف ایک ہنومان نے لنکا میں ہل چل مچا دی۔ بڑے بڑے بہادروں کو خاک و خون میں ملا دیا۔ جب وہ سب آ جائینگے۔ تو کیا حشر ہو گا۔ خیر! میں بھی کوئی ایسا کمزور تو نہیں۔ بے شمار فوج موجود ہے۔ سامان جنگ کی کوئی کمی نہیں۔ لنکا بالکل محفوظ اور قلعہ بندی خاطر خواہ ہے۔ آسانی سے وہ بھی فتح حاصل نہیں کر سکیں گے۔ قدر عافیت معلوم ہو جائیگی۔ لیکن ہمیں بھی غافل نہیں رہنا چاہئے۔ بہتر ہے۔ کہ فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا جائے۔ تاکہ وقت پر پوری طرح مدافعت ہو سکے۔ یہ سوچ کر اُس نے مشیرانِ خاص کو طلب کیا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ "میتے

آپ کو اس لئے بُلایا ہے۔ کہ آپس میں ایک آنے والے خطرہ کی نسبت مشورہ کیا جائے۔ مجھے خیال ہے۔ کہ رام چندر اور اُس کے ہمراہی ضرور ہم پر حملہ کرینگے۔ ہمیں اس کی مدافعت کا پہلے ہی سے بندوبست کر لینا چاہئے۔ آپ دانا ہیں۔ تجربہ کار ہیں۔ سلطنت کے دست و بازو ہیں۔ خوب سوچ سمجھ کر اپنی حفاظت کا انتظام کریں ÷

پرہست وزیر اعظم نے کھڑے ہو کر کہا۔ آپ رام چندر سے اس قدر کیوں خائف ہیں۔ اُس کی طاقت ہی کیا ہے۔ کہ ہمارے مقابلہ کی جرأت کر سکے۔ سگریو کیا بلا ہے۔ اور باتر قوم کہاں کی بہادر ہے۔ دیکھتے دیکھتے سب کو تباہ کر دیا جائیگا۔ آپ کی طاقت کیا کم ہے۔ پھر جب میں موجود ہوں۔ تو کسی کی کیا مجال کہ لنکا کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے۔ آپ حوصلہ رکھئے۔ اور اپنے جاں نثاروں کو معمولی انسان نہ سمجھئے۔ اُن کے کارنامے آپ کو معلوم ہیں۔ اُن کی شجاعت کی تمام دُنیا میں دُھوم ہے۔ تیر ترکشوں میں بیقرار ہیں۔ کمانیں تنی بیٹھی ہیں۔ تلواروں کی زبانیں خشک ہیں۔ جس کی مرضی ہے آئے۔ اور ہماری قوت آزمائے ÷

اس کے بعد دیگر وزرا نے بڑے پُر زور الفاظ میں وزیر اعظم کی تائید کی۔ اور راون کو تباہی کی طرف جانے کی زبردست ترغیب دی۔ سب نے تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر دشمن کی کامل مدافعت کا عہد

کیا۔ راون کے فرزند رشید اندرجیت نے بھی باپ کا حوصلہ بڑھایا۔

اتفاق سے ببھیکن بھی آگیا۔ نہایت خاموشی سے سب کی باتیں سُنیں۔ دربار کا رنگ دیکھا۔ اور نہایت متانت سے بولا۔

ہر ایک معاملہ پر اچھّی طرح غور کر لینا چاہیئے۔ محض جوش اور طاقت کے زعم میں فساد مول لینا دانائی کے خلاف ہے۔ رام چندر جی کی شجاعت۔ نیکی اور صاف دلی کی جا بجا تعریفیں ہو رہی ہیں۔ اُس سے لڑائی چھیڑ لینا کوئی آسان کام نہیں۔ اور جب سگریو جیسا زبردست راجہ اُس کی مدد پر آمادہ ہے۔ تو صُورت اور بھی خطرناک ہو جائیگی۔ کیا آپ کو ہنومان کے کارنامے بُھول گئے ہیں۔ وہ اُن بہادروں میں سے ایک تھا۔ جس نے لنکا میں کُہرام مچا دیا۔ بڑے بڑے بہادروں کو ایک آن میں فنا کر دیا۔ اور جب وہ سب کے سب بے شمار فوج لے کر آگئے۔ تو ایک قیامت برپا کر دینگے۔ سونے کی لنکا خاک میں مل جائیگی۔ اِس لئے دانستہ اہل ملک اور اہل خاندان پر تباہی لانا عقلمندی میں داخل نہیں۔ بہتر ہے۔ کہ سیتا جی کو بلا تامل رام چندر جی کے حوالے کر دیا جائے۔ تاکہ بربادی اور کشت و خون کا خوفناک نظارہ دیکھنے میں نہ آئے۔

راون نے کہا۔ کہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ بجا اور درست ہے۔ مگر میں سیتا کو ہرگز واپس نہ دونگا۔ خواہ کچھ

بھی ہو جائے۔ رام چندر کے آگے سر اطاعت خم کرنا محال ہے۔ جان جائے۔ ملک جلائے۔ خاندان تباہ ہو۔ میں اپنی بات سے نہ ٹلونگا۔

یہ کہ کر دربار سے اُٹھ گیا۔ اور بھبھیکن کو نادم ہوکر وہاں سے جانا پڑا۔ دوسرے دن تور کے تڑکے بھبھیکن راون کی خوابگاہ میں پہنچا۔ مزاج پُرسی کی پاس بیٹھ گیا۔ اور معاملہ کے نشیب و فراز سے آگاہ کرنا شروع کیا۔ مگر راون کے سر پر موت سوار تھی۔ دماغ میں خلل آچکا تھا۔ اُس نے صاف صاف کہ دیا۔ بھائی! ان نصیحتوں کو رہنے دو۔ میں تمہاری نسبت اپنے نفع و نقصان کو اچھی طرح سوچ سمجھ سکتا ہوں۔ زیادہ تکلیف نہ کرو۔ آرام سے بیٹھو۔ رام چندر سیتا سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کیا بقصور کسی کی بہن کا ناک کاٹنا اور اسکی جوانی کو داغ لگانا تھوڑا پاپ ہے۔ ایسا کیا ہے۔ تو اُس کی سزا بھی بھگتے۔

بھبھیکن چلا گیا۔ ایک دو روز یہی حالت رہی۔ آخر راون نے دربار عام منعقد کیا۔ اور سب اہالیان دربار کو حاضری کا حکم دیا۔ سب وقت پر آ موجود ہوئے۔ راون نے پھر وہی ذکر چھیڑا۔ اہل دربار نے سمجھا کہ جب اپنے خیر اندیش حقیقی بھائی کے سمجھانے کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ تو اب کسی قسم کی نصیحت کرکے خواہ مخواہ بُرا بنتا ہے۔ سب نے ہاں میں ہاں ملائی۔ کنبھ کرن کو بھی پیغام بھیجا۔ وہ بھی آیا۔ پہلے تو اُس نے مخالفت کی۔ مگر راون کے بر افروختہ ہونے

پہر ہر طرح امداد کا یقین دلایا۔ لیکن بھبھیکن سے رہا نہ گیا۔ فوراً بولا +

ایسے نازک وقت میں راجہ کی ہاں میں ہاں ملانا۔ وفاداری نہیں۔ بلکہ سراسر دشمنی ہے۔ مہاراج نے سیتا جی کو قید نہیں کیا۔ بلکہ موت کو اپنے ہاں بُلایا ہے۔ مشیروں اور وزیروں کو چاہیئے۔ کہ اچھی طرح نیک وبد سے آگاہ کریں۔ اگر یہ اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ اور جانکی جی کو قید سے رہا نہ کیا۔ تو لنکا کی تباہی میں کوئی شبہ نہیں +

اِس بات سے اِندر جیت بھڑک اُٹھا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ میرے چچا ہیں۔ باپ اور چچا کا مرتبہ یکساں ہوتا ہے۔ مگر افسوس! کہ آپ بڑے ڈرپوک ہیں۔ اور اپنی باتوں سے ہمارے بہادروں کو بُزدل بنا رہے ہیں۔ اگر رام چندر۔ لچھمن اور سگریو وغیرہ شہزور ہیں۔ تو کیا یہاں ایسے دلیروں کی کمی ہے۔ کیا آپ اپنے برادر بزرگوار کی شجاعت۔ چچا کنبھ کرن جی کی طاقت اور اِندر جیت کی دلیری سے ناواقف ہیں۔ وقت پر دکھا دینگے۔ کہ فتح رام چندر کی ہوتی ہے۔ یا ہماری +

بھبھیکن نے جواب دیا۔ برخوردار! تم ابھی بچے ہو۔ یہاں شجاعت اور بُزدلی کا سوال نہیں۔ بلکہ دھرم اور ادھرم کا معاملہ ہے۔ مہاراج نے جو کچھ کیا دھرم کے خلاف کیا۔ اور اب اس کی وجہ سے

رعایا اور خاندان کی تباہی کے سامان پیدا ہو رہے ہیں
آپ ہزار طاقتور ہیں۔ مگر رام چندر جی کی برابری کا
دعویٰ ناممکن ہے۔ ہنومان جی تھوڑا بہت سبق دے
گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی تمہارا غرور نہیں ٹوٹا ؛

راون یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا۔ بھبھیکن کو
بہت سخت سُست کہا۔ اور غضب ناک ہو کر بولا ۔
بھائی کو یہ مناسب نہیں ۔کہ بھائی کے مُنہ پر دشمن
کی تعریف اور اُس کی توہین کرے۔ دوست بھائی ۔
اور خاندان بھی مخالف ہو۔ تو اس سے قطع تعلق
ضروری ہے۔ بس میں ایسے بھائی کی صُورت دیکھنا
پسند نہیں کرتا۔ جہاں اُس کا جی چاہے۔ جائے ؛

بھبھیکن میں بھی تاب ضبط نہ رہی۔ وہ نہایت
جوش سے بولا "کیا کہوں! بڑا بھائی باپ کے برابر
ہے۔ مگر شاستر کہتا ہے۔ کہ گورو خواہ باپ یا بڑا
بھائی بدراہی اختیار کرے ۔ تو اس سے علیٰحدگی
بہتر ہے۔ اس لئے ہمیشہ کے لئے رُخصت ۔ سچ
ہے۔ جس کے سر پر موت کھیلتی ہے۔ اس کی عقل
درست نہیں رہتی ۔ ہمت و طاقت کا تمام طلسم
ٹوٹ جائیگا۔ میں رام چندر جی کی خدمت میں جاتا
ہوں۔ آپ کو اور آپ کے ہوا خواہوں کو لنکا
مبارک" ؛

بائیسواں باب

بھبھیکن رامچندر جی کی خدمت میں

بھبھیکن اپنے چند رفیقوں سمیت سمندر عبور کر کے رام چندر جی کے لشکر کی طرف آیا۔ راجہ سگریو نے دُور سے دیکھ کر کہا۔ کہ کوئی جاسوس آ رہا ہے۔ ہنومان جی شناخت کر کے بولے۔ یہ تو بھبھیکن ہے ÷

آپس میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کوئی کہتا تھا۔ راون کا بھائی ہے۔ کسی مطلب کے لئے آیا ہے۔ کوئی بول اُٹھا۔ نہیں یہ بڑا نیک ہے۔ راون سے بیزار ہو کر اِدھر آگیا ہے۔ کسی کی رائے تھی۔ کہ اِس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی چال چل جائے۔ کِسی کا خیال تھا۔ آنے دیجئے۔ تا کہ راز معلوم کیا جا سکے ÷

رام چندر جی بولے ۔ کوئی فکر کی بات نہیں۔ آنے پر سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔ ہنومان جی اور چند بہادروں نے پیشوائی کی ۔ بھبھیکن نہایت محبت سے ملا۔ اور لنکا کو چھوڑنے کا ماجرا سُنایا۔ ہنومان جی اور ہمراہی تسکین و تشفی کی باتیں کرتے رام چندر جی

کی خدمت میں لائے۔ اُس نے سر نیاز جھکایا۔ رامچندر جی محبّت سے پیش آئے۔ لنکا سے آنے کا ماجرا سُننے کے بعد دریافت کیا +

رام چندر جی ۔ لنکا میں کیسے کیسے بہادروں کا مجمع ہے ؟

بھبھیکن ۔ راون بڑا بہادر ہے۔ کنبھ کرن کی شہزوری ضرب المثل ہے۔ پرہست وزیر اعظم اور سپہ سالار ہے۔ تمام جنگجو اس کا لوہا مانتے ہیں۔ اندر جیت کسی کو اپنا ثانی نہیں جانتا ۔ دس کروڑ راکششوں کی فوج جنگ کے لئے تیار ہے +

رام چندر جی ۔ کوئی خوف کی بات نہیں ۔ تمام بہادروں کے جوہر دیکھ لئے جائینگے۔ جس فوج پر اُس کو گھمنڈ ہے۔ گاجر مُولی کی طرح کٹ جائیگی۔ راون کو مارے بغیر اجودھیا میں مُنہ نہ دکھاؤں گا۔ کوئی پانی دینے والا بھی بچا رہے ۔ تو میرا نام رام نہیں۔ تمام راکششوں کا خاتمہ کر کے تمہیں تخت سلطنت پر بٹھاؤنگا +

بھبھیکن ۔ آپ کی نہایت مہربانی ہے۔ میں آپ کا دلی خادم ہوں۔ جان قدموں پر نثار ہے ۔ حتے الامکان رفاقت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگا +

رام چندر جی خوش ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ بھبھیکن کو گلے سے لگا کر اپنے برابر بٹھا لیا ۔

اور لچھمن جی سے بولے - راج تلک کا سامان کرو - سب سامان موجود ہوگیا - رام چندر جی نے ببھیکن کے ماتھے پر تلک لگا کر کہا - کہ لنکا کا راج مبارک ÷

تمام اہل لشکر خوش ہو گئے - ہر ایک زبان پر یہی الفاظ تھے - کہ راون نے جو راج بڑی محنت سے حاصل کیا تھا - وہ رام چندر جی نے قدمبوسی کے صلے میں ببھیکن کو بخش دیا - قسمت ہو - تو ایسی - نظر عنایت ہو - تو یہ ÷

راج تلک کی خوشی منانے کے بعد رام چندر جی نے ہنومان جی اور سگریو سے دریافت کیا - کہ اب یہ بتاؤ - سمندر کس طرح عبور کیا جاوے - جواب ملا کہ ہم دونو تو آسانی سے وار پار آجا سکتے ہیں - فوج کا ساحل سمندر پر پہنچانا غور طلب ہے ÷

رام چندر جی نے فرمایا - اچھا اس کے متعلق آج غور کر کے قطعی فیصلہ کیا جائے - تاکہ جس قدر جلدی ہو سکے - سیتا جی کو قید سے نجات دلائیں ÷

تیئیسواں باب

سرحد لنکا پر رسائی

سمندر عبور کرنے کا سوال نہایت ٹیڑھا تھا۔
رام چندر جی۔ لچھمن جی۔ سگریو۔ ہنومان جی۔ انگد۔
اور دیگر مشیران سلطنت نے بہت دیر تک غور کیا۔
آخر قرعۂ فال نل اور نیل کے نام پر پڑا۔ یہ دونو
راجہ سگریو کے معتمد خاص اور فن تعمیر کے ماہر کامل
تھے۔ انھوں نے نہایت خوشی سے اس کام کا بیڑا
اٹھایا۔ ہاتھوں ہاتھ سامان مہیا کیا گیا۔ آدمیوں
کی کوئی کمی نہ تھی۔ سب اسی طرف لگ گئے۔ اور
پانچ دن میں پل تیار ہو گیا۔ رام چندر جی بہت
خوش ہوئے۔ فوج کو سمندر پار جانے کا حکم دیا۔
تمام لشکر اشارہ پاتے ہی ساز و سامان سنبھال کر
چل کھڑا ہوا۔ اور لنکا کی سرحد پر ڈیرے جمائے۔
راون کو اطلاع ہوئی۔ کہ رام چندر جی بہت سی فوج
و سپاہ لے کر آ گئے ہیں۔ وہ بہت گھبرایا۔ کہ انھوں
نے سمندر کس طرح عبور کیا۔ محلوں پر چڑھ کر دیکھنے
لگا۔ ٹڈی دل لشکر دیکھ کر ہوش اُڑ گئے۔ حواس

بجا نہ رہے۔ امیروں وزیروں سے مشورہ کیا۔ سک اور سارن راکشسوں کو فوج کی جانچ پڑتال کا حکم دیا۔ وہ آداب بجا لاکر روانہ ہوئے۔ اور تبدیل لباس کر کے رامچندر جی کے لشکر میں پہنچے +

سک اور سارن نہایت ہوشیار اور موقعہ شناس تھے۔ نظر بچاتے دیکھتے بھالتے سب جگہ پھر نکلے۔ ببھیکن نے تاڑ لیا۔ وہ بھی تعاقب میں تھا۔ جب جانے لگے۔ ہاتھ پکڑ لیا۔ اور رام چندر جی کے سامنے لے جاکر عرض کیا۔ کہ یہ دونو شاہ راون کے مصاحب خاص ہیں۔ وہ کانپ اُٹھے۔ اور جی میں سمجھے۔ کہ اب خیریت نہیں۔ خبر لینے آئے تھے۔ مگر اپنی جان دے چلے۔ ہاتھ باندھ کر نہایت منّت و زاری سے التجا کی۔ کہ حضور والا! ہمارا کوئی قصور نہیں۔ ہم شاہ راون کے بھیجے ہوئے آئے ہیں +

رام چندر جی نے مُسکرا کر فرمایا۔ ہماری فوج دیکھنے کی خواہش ہے۔ تو اچھّی طرح دیکھ لو۔ ڈرو مت۔ ببھیکن کے ساتھ جاکر نظر غور سے معائنہ کر لو۔ ہم نے تم کو امان دی۔ پھر تمہارے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔ بے دست و پا کو مارنا ہمارے دھرم کے خلاف ہے +

رام چندر جی کا یہ اخلاق دیکھ کر وہ نہایت خوش ہوئے۔ مگر ببھیکن کی طرف سے اندیشہ تھا۔ کہ وہ ضرور کوئی آفت لائیگا۔ رام چندر جی سمجھ گئے۔

اور ارشاد فرمایا - کہ ابھی لنکا چلے جاؤ - ہماری جانب سے شاہ راون کو سمجھانا - کہ جن بازوؤں کے بھروسے سیتا ہرن کر لائے تھے - اُنہی بازوؤں سے میدان جنگ میں جوہر دکھاؤ - کل ہم لنکا پر دھاوا کرینگے +

سک اور سارن رام چندر جی کے گُن گاتے لنکا پہنچ گئے - راون کو سارا ماجرا سُنایا - اور شری مہاراج کے خلق کی تعریف کی - اور کہا - کہ بھبھیکن نے تو ہماری جان لینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی - مگر رام چندر جی کی مہربانی سے سلامت واپس آئے - مہاراج ! رام چندر جی - لچھمن جی - بھبھیکن اور سگریو کل کے روز لنکا پر دھاوا بولیں گے - فوج بیشمار ہے - سب جوہر شجاعت دکھانے کے لئے بیقرار ہیں - خیریت نظر نہیں آتی - کشت و خون کا بازار گرم ہو جائیگا - ہم نہایت ادب اور صدق دل سے عرض کرتے ہیں - کہ جس طرح بھی ہو سکے - اس آئی بلا کو ٹالیے اور سیتا جی کو اُن کے سپرد کر کے صلح کر لیجیے +

راون یہ باتیں سُن کر طیش میں آگیا - اور کہا - میں نے تم کو اس لئے بھیجا تھا - کہ دشمن کی طاقت کا اندازہ کر کے مجھے اطلاع دو - نہ اس لئے کہ میرے اتالیق بنو - تمہاری عقل ہی اتنی ہے - وہاں گئے - بہت سی فوج دیکھ کر گھبرا گئے - اور ذرا سے سلوک پر اُنہی کی تعریفیں کرنے لگے - رام چند کی حقیقت ہی کیا ہے جنگل کے فاقہ مست تپسوی - کندمول کھانے والے -

اُن میں اتنی طاقت کہاں - کہ ہمارے مقابلہ کی تاب لا سکیں - ابھی بچّے ہیں - کسی مرد سے سابقہ نہیں پڑا - کسی کی کیا مجال - کہ میری زندگی میں سیتنا کو لے جاسکے - بڑی خوشی سے آئے - اور دھاوا کرے +

یہ کہ کر ان کو اپنے سُنہری محل پر لے گیا - اور سب سے بلند مینار پر جو آسمان سے باتیں کرتا تھا - جاکر رام چندر جی کی فوج کا معائنہ کرنے لگا - سک اور سارن نے تفصیل کے ساتھ تمام حالات بیان کئے - کیا کیا سامان ہے - کون کون سپہ سالار ہے - کتنی کتنی فوج کس کے ماتحت ہے - بھبھیکن کے ساتھ شامل ہو جانے سے اُن کی اور بھی طاقت بڑھ گئی ہے - کہاں رام چندر جی کا بھائی - کہ وہ بھائی پر جان دیتا ہے - اور کہاں آپ کا بھائی - کہ نازک وقت پر آپ کے خون کا پیاسا ہوکر غنیم سے جا ملا +

راون نے کہا - خیر! کوئی بات نہیں! دیکھا جائیگا - رام چندر کے ساتھ ہی اس کی زندگی کا بھی خاتمہ نہ کیا - تو مجھے راون کون کہے گا +

اسی قسم کی باتیں کرتا نیچے اُترا - اور مشیران سلطنت کو بُلا کر مقابلہ کے لئے تیاری کا حکم دیا - سب نے ادب سے سر جھکایا - اور اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہوگئے +

چوبیسواں باب

لنکا کا محاصرہ

بھبھیکن لنکا کے حالات سے بخوبی واقف تھا۔ اس نے فوراً اپنے جاسوس دریافت حالات کے لئے روانہ کئے۔ وہ بھیدی تھے۔ ایسی صورت میں وہاں پہنچے۔ کہ کسی کو خیال تک نہ گذرا۔ سب کچھ دیکھ بھال کر حاضر خدمت ہوئے۔ اور بھرے دربار میں عرض کیا کہ راون نے اپنے قلعہ لنکا کی حفاظت کا انتظام چار بہادر سپہ سالاروں کے سپرد کیا ہے۔ مشرقی دروازے پر پر ہست فوج کثیر لئے تعینات ہے۔ جنوب کی طرف مہودر اور مغربی دروازے پر اندرجیت کا پہرہ ہے۔ شمالی دروازہ کا منتظم خود شاہ راون ہے۔ سب کے ماتحت بے شمار فوج اور ہاتھی گھوڑے رتھ ہیں۔ ہر ایک مقابلہ کے لئے مستعد اور اپنے بادشاہ کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہے +

رام چندر جی نے یہ حالات سُن کر ارشاد فرمایا۔ کوئی بات نہیں۔ کمر ہمت باندھو۔ فتح تمہاری ہے۔ راون ضرور مغلوب ہوگا۔ انگد۔ ہنومان اور بھبھیکن

فوج لے کر پورب و پچھم - دکن کے دروازوں پر حملہ کریں - اور شاہ راون سے میں خود نپٹ لونگا - جاموان وسط فوج میں دیکھ بھال رکھیں +

اس بات پر سب نے اتفاق ظاہر کیا - رات فوج کی تقسیم و ترتیب اور حملہ کی تیاریوں میں گذری - صبح ہوتے ہی بہادروں نے کمر ہمت باندھی - اور لنکا کی طرف کوچ کر دیا - تھوڑے ہی عرصہ میں قرار داد کے بموجب اپنے اپنے مقام پر جا ڈٹے - شہر کا محاصرہ ہوگیا - اہل لنکا میں یہ خبر سنتے ہی بے چینی پھیل گئی - راون اپنے سپاہیوں کے حوصلے بڑھا رہا تھا - اور سپہ سالاروں کو ضروری ہدایات دے رہا تھا - دیر فقط اتنی تھی - کہ کس طرف سے پہل ہو - اور بہادر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں +

رام چندر جی بھبھیکن اور سگریو سے فرمانے لگے - بہتر ہے - کہ ایک بار اور فہمائش کر دی جائے - شاید راون راہ راست پر آجائے - اور سیتا کو بھیج دے - میرا دل اب بھی نہیں چاہتا - کہ صرف اُس کے قصور پر لاکھوں بے گناہوں کا خون بہے - اور ہزاروں گھرانے بے چراغ ہوں +

انگد موجود تھا - دست بستہ عرض کی - کہ یہ خدمت مجھے سپرد فرمائیے - میں اُسے اچھی طرح نشیب و فراز سمجھا دونگا - ممکن ہے - کہ مان جائے - اور یہ مصیبت اہل لنکا کے سروں سے ٹل جائے +

رام چندر جی نے منظور فرمایا۔ اور انگد ایک سفیر کی حیثیت سے لنکا میں داخل ہوا۔ راون کے دربار میں گیا۔ اور نہایت جرأت سے کہنے لگا۔ کہ رامچندر جی بے شمار فوج سمیت لنکا کا محاصرہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے۔ کہ ایک شخص کے قصور پر بے شمار جانیں تلف ہوں۔ یہ آخری موقع ہے۔ اگر سیتا جی کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ تو ہر طرح امن و امان رہ سکتا ہے۔ ورنہ میدان کارزار گرم ہو جائیگا۔ جب تک تمام سرکش اور پاپی نیست و نابود نہ ہو جائینگے۔ تلوار میان میں نہ جائیگی۔ اور یہاں بھبھیکن کا راج ہوگا۔

راون انگد کی اس جسارت پر آگ بگولا ہوگیا۔ مگر ایک سفیر کا مارنا آئین جنگ کے خلاف سمجھ کر بولا۔ تمہاری اس بے باکی کی سزا تو یہی تھی۔ کہ ابھی گردن اُڑا دی جاتی۔ مگر ایک سفیر سمجھ کر جان بخشی کرتا ہوں۔ رام چندر سے کہدو۔ کہ سیتا کا ملنا ناممکن ہے جتنا چاہے زور لگالے۔

انگد۔ بہت اچھا۔ یہ موقعہ ہے۔ اب بھی غور کر لو۔ تیر جب کمان سے نکل گیا۔ واپس آنا محال ہے۔

راون۔ جاؤ جاؤ۔ ہم اسی بات کے منتظر ہیں۔ کہ تمہاری بہادری دیکھیں۔ اِن حیلوں حوالوں سے نہ سیتا قبضے میں آسکتی ہے۔ اور نہ لڑائی ٹل

سکتی ہے +

انگد اپنا فرض ادا کر کے واپس آیا - رام چندر جی سے عرض کیا - کہ وہ جوش حماقت میں اندھا ہو رہا ہے - آپ کی مہربانی سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا +

پچیسواں باب

جنگ و جدل

انگد کے واپس آنے پر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا گیا - سپاہ چاروں طرف پھیلی تھی - رفتہ رفتہ محاصرہ تنگ کرتے غنیم کے قریب پہنچ گئے - رامچندر جی نے سب سے پہلے کمان سے تیر چھوڑا - راون کے لشکر میں ہلچل مچ گئی - دونو طرف سے تیروں کی بوچھاڑ شروع ہوئی - بہادروں کی لاشیں زمین پر گرنے لگیں - رام چندر جی کی فوج حملے کرتی وار روکتی قلعہ کے بالکل پاس پہنچ گئی - غنیم کی سپاہ بھی جوش و خروش سے آگے بڑھی - تلواریں میان سے نکلیں - گرد و غبار کے بادل میں بجلیوں کی طرح چمک رہی تھیں - خون کے دریا بہ نکلے - زخمی ماہی بے

آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ جو کسی کے داؤ چڑھا فنا ہؤا۔ طرفین کے سپہ سالار جوہر شجاعت دکھانے لگے +

رام چندر جی کی فوج غالب تھی۔ اور راکشش دمبدم مغلوب ہو رہے تھے۔ اندر جیت یہ حالت دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا۔ اور آگے بڑھ کر لڑنے لگا۔ رام چندر جی کی فوج کے افسروں کو تاک تاک کر نشانہ بنایا۔ بہت سے بہادر جان بحق ہوئے۔ رام چندر جی اور لچھمن جی بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر اندر جیت سمجھا۔ کہ وہ فوت ہو گئے۔ رام چندر جی کے لشکر میں بھی کہرام مچ گیا۔ اندر جیت راون کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ فتح کی خوشخبری سنائی باپ نے چھاتی سے لگایا۔ اور اس کی بہادری کی تعریف کی +

دونو بھائی جلدی ہوش میں آ گئے۔ رام چندر جی کی فوج مارے خوشی کے اُچھلنے کودنے لگی۔ تمام بیدلی اور اداسی جاتی رہی۔ جب راون کو معلوم ہؤا۔ کہ غنیم کے لشکر میں وہی چہل پہل ہے۔ حیران ہؤا۔ کیا رام چندر جی اور لچھمن جی اُٹھے۔ فوراً راکشسوں کے افسر دھمرا اکچھ کو بہت سی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے آتے ہی قیامت برپا کر دی۔ رام چندر جی کو صحیح و سلامت دیکھ کر طیش میں آیا۔ اور بے تحاشا اُدھر کا رُخ کیا۔ ہنومان جی مقابلہ پر آ ڈٹے۔

آپس میں خوب زور آزمائی ہوئی۔ آخر ہنومان جی نے اُس کو ہلاک کر دیا۔ اس کے ہمراہی کچھ تو وہیں ڈھیر ہوئے۔ باقی جو بچے بدحواس ہوکر بھاگ گئے۔

جب راون نے رام چندر جی کی سلامتی اور دھمراکچھ کی ہلاکت کا حال سُنا۔ نہایت پریشان ہؤا۔ بجر دنشٹ راکشش کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ میدان میں آتے ہی بہادر انگد اُس کے سامنے آیا۔ اور دیکھتے دیکھتے اس کو فرش خاک پر لٹا دیا۔ اسی طرح یکے بعد دیگے راون کے کئی بہادر کام آئے۔ پھر پرہست وزیر جس کو اپنی شجاعت اور جنگی قابلیت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ بادل کی طرح گرجتا میدان میں آیا۔ ادھر سے نیل اس کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ خوب معرکہ ہؤا۔ دیر تک لڑائی جاری رہی۔ کبھی پرہست غالب نیل مغلوب اور کبھی نیل زبر پرہست زیر۔ آخر نیل نے موقعہ پاکر ایک ایسا گرز پرہست کی پیشانی پر مارا۔ کہ وہ چکر کھا کر زمین پر گر پڑا۔ اور گرتے ہی ٹھنڈا ہوگیا۔

پرہست کے مرنے سے راون کی فوج حواس باختہ ہوگئی۔ رام چندر جی کی فوج میں خوشیاں ہونے لگیں۔ اس شکست کی خبر سُن کر راون کی کمر ٹوٹ گئی۔ فوراً اپنے بھائی کنبھ کرن کو بلا کر سب ماجرا سنایا۔ اُس نے کہا۔ کہ بغیر سوچے سمجھے کوئی کام کرنا آخر تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ اپنی غلطیوں کا خمیازہ بھگتنا امر ضروری ہے۔

راون نے نہایت نرمی سے کہا۔ اب طعن و تشنیع اور پند و نصیحت کا وقت نہیں ہے۔ اس نازک وقت میں میری لاج رکھ لو۔ ورنہ تمام دُنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگا۔

کنبھ کرن راون کے کہے سُنے لڑائی کے لئے تیار ہوگیا۔ بڑا قوی ہیکل اور بہادر تھا۔ اُس کی شکل دیکھتے ہی سگریو کے بہادر جاں نثار کانپ اُٹھے۔ جاموَنت کی فوج کے چھکے چھوٹ گئے۔ سپہ سالاروں کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ اُس نے جو سامنے آیا۔ قتل کیا۔ ہنومان جی زخمی ہوئے۔ رامچندر جی نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کردی۔ اُس نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اس نبرد آزمائی میں بیشمار سپاہی قتل ہوئے۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ رام چندر جی کے تیروں سے اُس کا بدن چھلنی ہوگیا۔ خون کے فوارے چل رہے تھے۔ وہ بدمست ہاتھی کی طرح چنگھاڑ رہا تھا۔ اور رام چندر جی شیر ببر کی طرح گرج کر حملے کر رہے تھے۔ کنبھ کرن زخموں سے نڈھال ہوگیا۔ زمین پر گرا۔ رام چندر جی نے شمشیر آبدار سے دونو ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے۔ جب اُس کے تڑپنے کا تماشا ہوچکا۔ فوراً سر قلم کرکے جہنم میں پہنچایا۔

کنبھ کرن کی ہلاکت سے راون کے رہے سہے حواس بھی جاتے رہے۔ لیکن اپنی ضد سے باز نہ

آیا۔ اپنے چار فرزندوں ترسرا۔ نرانتک۔ دیوانتک اور اتی کائے کو بلا کر میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ اور مہودر اور مہاپارس کو ان کی مدد کے لیئے ساتھ روانہ کیا۔ جن کا آتے ہی صفایا ہوگیا؛

اِندرجیت جو عارضی فتح کی خوشی میں مست بیٹھا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر جوش میں آیا۔ پھر ہتھیار سنبھالے۔ اور میدان جنگ میں آکر کشت و خون کا بازار گرم کر دیا۔ کونبھ اور نکونبھ کنبھ کرن کے دو بہادر بیٹے بھی باپ کی موت کا صدمہ برداشت نہ کرسکے۔ جوش انتقام میں بے بس ہوکر رام چندر جی کی فوج میں آگھسے۔ سخت خونریزی کے بعد کونبھ سگریو کے ہاتھ اور نکونبھ ہنومان جی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اندرجیت اپنے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت دیکھ کر اور بھی غصہ میں آیا۔ جان ہتھیلی پر رکھ کر ایسے جی توڑ کر حملے کیئے۔ کہ بڑے بڑے بہادر کانپ اُٹھے۔ ہنومان جی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اُنہوں نے خوب ضربیں لگائیں۔ ببھیکن کو ایک طرف لڑتے دیکھ کر اندرجیت غضب ناک ہوکر اُس پر ٹوٹ پڑا۔ آپس میں خوب طعن و تشنیع کی باتیں ہوئیں۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ لچھمن جی نے یہ کیفیت دیکھ کر اندرجیت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیئے تیر برسانے شروع کیئے۔ تمام بہادر ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ لاشیں پامال ہو رہی تھیں۔ ہاتھی۔

گھوڑے بے تحاشا بھاگ رہے تھے۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ خون کے دریا بہ نکلے۔ بے شمار جانیں تلف ہوئیں۔ اندر جیت لچھمن جی پر حملہ آور ہوا۔ ایک دوسرے پر بڑے زبردست وار ہوئے۔ کبھی اندر جیت غالب رہتا۔ اور لچھمن جی مغلوب۔ اور کبھی لچھمن جی غالب ہوتے اور اندر جیت مغلوب۔ الغرض دونو بہادر دیر تک اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے رہے۔ آخر داؤ بچا کر لچھمن جی نے ایک ایسا بان مارا۔ کہ اندر جیت کا سر بدن سے اڑ گیا۔ اور وہ زمین پر تڑپنے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر راون کی فوج کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ جدھر کسی کے سینگ سمائے بھاگ نکلا۔ رام چندر جی کے لشکر میں خوشیاں ہونے لگیں۔ اور سب بہادر اپنے اپنے مقام پر واپس آگئے۔

چھبیسواں باب

راون کی موت اور فتح لنکا

اندر جیت کے مرنے کی خبر سن کر راون کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ غم و غصہ سے دیوانہ

بن گیا۔ سیتا جی کے پاس اشوک باڑکا میں پہنچا۔ دل میں خیال کیا۔ کہ بہادر افسر۔ امیر و وزیر۔ بھائی بیٹے سب قتل ہو گئے۔ اب اپنی بھی خیریت نہیں۔ بہتر ہے۔ سیتا کا خاتمہ کیا جائے۔ رام چندر بھی تو واپس نہ لے جا سکے۔ سیتا جی کو دیکھ کر جوش میں آیا۔ سخت سُست کہا۔ تلوار میان سے نکالی۔ قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ سوپارکھ راکشش نے سمجھایا۔ کہ عورت پر ہاتھ اُٹھانا دھرم کے خلاف اور مردانگی سے بعید ہے۔ تلوار ہاتھ سے لے لی۔ اور اس کو بمشکل اس حرکت سے باز رکھا۔

اب راون خود مسلح ہوکر اور بہت سی فوج ساتھ لے کر میدان جنگ میں پہنچا۔ لڑائی کا بازار گرم ہؤا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ راون کی بہادری کی دُنیا بھر میں دھاک تھی۔ زخم کھائے ہوئے شیر کی طرح رام چندر جی کی فوج پر جھلا جھلا کر پڑتا تھا۔ راون کے رہے سہے رفیق۔ مہاپارس اور مہودر بھی ہلاک ہوئے۔ شاہِ لنکا کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جوش انتقام میں بے بس ہو رہا تھا۔ رام چندر جی اور لچھمن جی پر حملہ آور ہؤا۔ اُنہوں نے بھی خوب دانت کھٹے کئے۔ آخر لچھمن جی پر ایسا بان مارا۔ کہ وہ زخم کھا کر بیہوش ہو گئے۔ رام چندر جی یہ حالت دیکھ کر سخت بیقرار ہوئے۔ لچھمن جی کو سگریو اور انگد کی حفاظت میں

چھوڑا- اور آپ راون پر حملہ کرنے لگے- تھوڑی دیر تک خوب لڑائی ہوئی- راون مقابلہ کی تاب نہ لایا- اور آہستہ آہستہ پسپا ہوگیا۔

جب شام ہوئی- رام چندر جی اپنے مقام پر واپس آئے- لچھمن جی کو بے حس و حرکت دیکھ کر آہ و زاری کرنے لگے- تمام لشکر میں اوداسی چھا رہی تھی- سوکھین حکیم نے جو عقل و ذہانت میں بے مثل تھا- لچھمن جی کا معائنہ کیا- اور رام چندر جی کو فرمایا- کہ ہر طرح خیریت ہے- ہنومان جی کو ممہودری پربت پر بھیجئے- وہاں سے اوشدھی لائیں- فوراً آرام ہو جائیگا- چنانچہ سوکھین نے اُس بوٹی کی شکل و شباہت بتائی- اور ہنومان جی روانہ ہو گئے- تھوڑی دیر میں اُس پہاڑ پر پہنچے- بوٹی تلاش کر کے لائے- لچھمن جی کو سنگھائی- بیہوشی دُور ہوئی- رام چندر جی اور سب دوست و احباب کی جان میں جان آئی- جابجا ہنومان جی کی ہمت اور وفاداری کی تعریفیں ہونے لگیں۔

راون پھر سستا کر میدان میں آیا- پہلے سے زیادہ تندی کے ساتھ حملے کئے- ادھر رام چندر جی بھی مقابلے میں آ گئے- کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی- بے شمار جانیں تلف ہوئیں- ہر طرف لاشیں ہی لاشیں نظر آتی تھیں- رام چندر جی اور راون کی خوب معرکہ آرائیاں ہوئیں- پہلے دھنش بان سے کام لیا گیا- جب قریب آ گئے- تو تلواریں میان سے

نکلیں۔ دیر تک وار ہوتے رہے۔ راون زخموں سے نڈھال ہوگیا۔ تمام جسم سے خون جاری تھا۔ موقعہ پر رام چندر جی نے ایک ایسا ہاتھ مارا۔ کہ سر تن سے اُڑ گیا۔ لاش تھوڑی دیر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہوگئی۔ رام چندر جی کی فوج میں خوشی کے نعرے بلند ہونے لگے۔ راکشش جو بچے دُم دبا کر بھاگ نکلے۔ ببھیکن اپنے بھائی کے جاہ و جلال اور اس بیکسانہ موت کا خیال کر کے پھوٹ پھوٹ رویا۔ ہچکی بندھ گئی۔ رام چندر جی نے تسلی دی۔ اور کہا۔ کہ تقدیر میں ایسا ہی تھا۔ صبر شکر سے کام لیجئے۔ اور اس کا کریا کرم کیجئے +

لنکا میں جب راون کی موت کی خبر پہنچی۔ تمام شہر میں کہرام مچ گیا۔ رانیاں آہ و فغاں کرتی وہاں پہنچیں۔ لاش کو دیکھ کر رونا چلانا شروع کیا۔ مندودری جو سب رانیوں کی سردار تھی۔ لاش سے چمٹ گئی۔ اور ایسے بین کئے۔ کہ سننے والوں کے کلیجے پھٹ رہے تھے۔ آخر سمجھا بجھا کر ضروری رسومات ادا کیں۔ اور لاش کو آگ کے سپرد کیا +

رام چندر جی نہایت شان و شوکت کے ساتھ لنکا میں پہنچے۔ سب سے پہلے سیتا جی کے پاس گئے۔ وہ نہایت لاغر اور کمزور ہوگئی تھیں۔ اُن کی حالت دیکھ کر آبدیدہ ہوئے۔ راکششیاں گھبرائیں۔ کہ اب جان کی خیر نہیں۔ سیتا جی کو تنگ کرنے اور ستانے کا خمیازہ

اُٹھانا پڑیگا۔ مگر سیتا جی نہایت رحم دل اور نیک خاتون تھیں۔ اُنہوں نے سب کو معاف کر دیا۔

ادھر سے فارغ ہوکر راون کے شاہی محل میں داخل ہوئے۔ دربار کا ملاحظہ کیا۔ اور ببھیکن کو باقاعدہ تخت نشین فرمایا۔ ببھیکن نے رام چندر جی کی عنایت اور مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور تمام عمر اطاعت و وفاداری کا یقین دلایا۔

ستائیسواں باب

رام چندر جی کی واپسی

راون کے قتل۔ راکشسوں کی تباہی اور ببھیکن سے وعدہ پورا کرنے کے بعد رام چندر جی نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا۔ ببھیکن نے دست بستہ عرض کی۔ کہ اشنان کر کے عمدہ پوشاک پہنئے۔ سنیاس کا لباس اُتاریئے۔ اور کچھ دنوں لنکا میں قیام کر کے ہم کو مشکور فرمائیے۔

رام چندر جی نے فرمایا۔ کہ بھرت میرے غم میں نڈھال ہو رہے ہونگے۔ بن باس کی میعاد پوری ہوتے

ہیں تھوڑے دن رہتے ہیں۔ اگر ایک بھی دن زیادہ ہوگیا۔ تو ان کو زندہ نہ دیکھ سکونگا۔ اس لئے واپس جانا نہایت ضروری ہے۔ تم لنکا کا راج کرو۔ اور رعیت کو فائدہ پہنچاؤ۔

ببھیکن نے نہایت منت و سماجت سے عرض کی کہ اگر مجھے آپ اپنا سچّا وفادار سمجھتے ہیں۔ تو مجھے بھی ساتھ لے چلیئے۔ اجودھیا پوری دیکھنے کی دل میں بے حد خواہش ہے۔

کسی قدر بحث و تکرار کے بعد رام چندر جی نے منظور فرمالیا۔ پھر سگریو۔ انگد۔ جامونت۔ ہنومان۔ اور ان کے ہمراہیوں کو بُلا کر فرمایا۔ کہ میں تمہاری محبت۔ ہمدردی اور وفاداری کا از حد مشکور ہوں۔ کہ اس قدر تکلیفیں اُٹھا کر اس مہم کو سر کیا۔ اب کسکندھا پور میں جاؤ۔ اور آرام کرو۔

اُنہوں نے بھی ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ رام چندر جی بعد اصرار رضا مند ہوئے۔ فوج و سپاہ کو انعام و اکرام دے کر رخصت کیا۔ اور سب کے سب پشپ بوان (ہوائی جہاز) پر سوار ہوکر لنکا سے اجودھیا کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں سیتا جی کو خاص خاص مقام دکھاتے جاتے تھے۔ جہاں اُنہوں نے وقتاً فوقتاً قیام کیا۔ یا اہم واقعات ظہور میں آئے۔

آخر چند روز چلتے چلتے بھار دواج رشی کا آشرم نظر پڑا۔ یہاں سے اجودھیا بہت تھوڑی دُور تھا۔

یہیں اُتر پڑے۔ بھاردواج رشی رام چندر جی کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور اُٹھ کر گلے لگایا۔ رام چندر جی قدموں پر گر پڑے۔ اور اجودھیا کی خیر و عافیت پوچھی۔ انہوں نے فرمایا سب لوگ شاد و آباد ہیں۔ ہر طرح امن و امان ہے۔ بھرت جی آپ کی کھڑاؤں لے کر آپ کے خیال میں محو ہیں ◆

یہ چودھویں برس کا آخری دن تھا۔ رام چندر جی نے اجازت چاہی۔ مگر بھاردواج رشی نے مجبور کیا کہ آج کی رات یہیں قیام فرمائیے۔ انہوں نے مان لیا۔ اور ہنومان جی کو کہا۔ کہ وہ اجودھیا پوری میں جاکر بھرت جی کو خبر دیدیں۔ کہ ہم حسب وعدہ خیریت سے واپس آگئے ہیں۔ اور کل اجودھیا میں داخل ہونگے۔ شری بھاردواج جی کے ارشاد پر آج یہاں قیام کیا ہے۔ راستہ میں جاتے جاتے سرنگ بیر پور میں راجہ گوہ نکھاد کو بھی اطلاع دیتے جانا۔ وہ ہمارا بڑا مہربان ہے ◆

ہنومان جی یہ پیغام لے کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ پہلے راجہ گوہ نکھاد کو اطلاع دی۔ وہ یہ خبر سنتے ہی باغ باغ ہوگیا۔ پھر وہاں سے چل کر شام سے پہلے نندی پور پہنچے۔ جہاں بھرت جی نے رام چندر جی کے بعد سکونت اختیار کی تھی۔ بھرت جی اس اجنبی کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ جب رام چندر جی کا پیغام ملا۔ دل خوشی سے بھرپور ہوگیا۔ آنکھوں میں مسرت

کے آنسو بھر آئے - ہنومان جی کو گلے لگایا - اور سفر کے حالات سننے کی خواہش کی +

ہنومان جی نے راکھشوں کی تباہی - سروپ نکھا کی شرارت - راون کی سینہ زوری - رکھیہ موک میں رہائش - کسکندھا پور میں سگریو وغیرہ سے ملاقات - بالی کا قتل - لنکا پر چڑھائی - راون کی موت - بھبھیکن کی تخت نشینی کے تمام حالات مفصل طور پر سنائے +

بھرت جی ہنومان جی کی باتوں سے بہت مسرور ہوئے - ان کی ہمت - قابلیت اور جاں نثاری کی تعریف کی - اور کہا - کہ برسوں کی آرزو آج پوری ہوئی +

ہنومان جی بھی بھرت سے مل کر بہت خوش ہوئے - اُن کی برادرانہ محبت کا دل سے اعتراف کیا - اور کہا - کہ جیسے رام چندر جی اپنے اوصاف کے لحاظ سے دُنیا میں لاثانی ہیں - ویسے ہی آپ بھی اپنی خوبیوں کی بدولت اپنا نظیر نہیں رکھتے - حق شناسی اور نیک نیتی کی حد ہو گئی +

بھرت جی نے ہنومان جی کی بہت خاطر و تواضع کی - دونو کو رام چندر جی کے ذکر کے سوا اور کوئی کام نہ تھا - اُن کا مبارک نام زبان پر تھا - اور اُن کی پیاری یاد دلوں میں تھی +

اٹھائیسواں باب

رام چندر جی کی تخت نشینی

بھرت جی نے شہر کی آراستگی اور سڑکوں کی صفائی کا حکم جاری کر دیا۔ راتوں رات سب کام دُرست ہو گیا۔ شہر نئی نویلی دُلہن کی طرح سجا ہوُا تھا۔ لوگ خوشی سے باغ باغ تھے۔ انتظار کی رات بڑی مشکل سے کٹی۔ جب صبح ہوئی۔ سورج نکلا۔ چاروں طرف اُجالا پھیلا۔ اُمراء وزرا اور اہل شہر استقبال کے لئے بھرت جی کے پاس نند پوری میں پہنچے۔ سب ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے تھے۔ پلک جھپکنا مشکل ہوگیا۔ بھرت جی بار بار ہنومان جی سے دریافت کرتے تھے۔ کہ ابھی تک نہیں آئے۔ وہ تسلی دیتے تھے۔ کہ بیقرار مت ہو جئے کہیں آیا ہی چاہتے ہیں۔ اتنے میں کچھ فاصلہ پر ہوا میں پشپ بوان اُڑتا نظر آیا۔ ہنومان جی نے کہا۔ وہ آ رہے ہیں۔ سب کی آنکھیں اُدھر لگ گئیں۔ پشپ بوان رفتہ رفتہ نزدیک آیا۔ سب نے "رام چندر جی کی جے" کے نعرے بلند کئے۔ جب نیچے اُترا۔ بھرت جی کا دل اپنے بھائیوں۔

بھاوج اور ان کے وفادار ہمراہیوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہؤا۔ رام چندر جی بوان سے اُترے بھرت جی آگے بڑھے دونو بھائی گلے ملے۔ آنسو آنکھوں سے گر رہے تھے۔ لچھمن جی نے بھرت جی کو گلے لگایا۔ بھرت جی نے بھاوج کے قدم چھُولئے۔ اور ساتھیوں کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ رام چندر جی لچھمن جی اور سیتا جی۔ اپنی ماتاؤں کوشلیا۔ سومترا۔ کیکئی اور گورو وِششٹ جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آداب بجا لائے۔

نندی پور میں تھوڑی دیر ٹھہر کر اجودھیا کو روانہ ہوئے۔ شہر کے باہر لوگوں کا ہجوم تھا۔ استقبال کے لئے دورویہ صفیں باندھے کھڑے تھے۔ تمام رامچندر جی کے درشنوں کے پیاسے تھے۔ اُن کی شکل دیکھتے ہی شاد ہو گئے۔ ہر طرف سے اشرفیوں۔ روپیوں اور پھولوں کی بارش ہو رہی تھی۔ شہر میں جدھر سے گذرتے تھے۔ "رام چندر جی کی جے" کے نعرے بُلند ہوتے تھے۔ محل شاہی میں داخل ہوئے۔ چودہ برس کے بعد پھر نصیب جاگے۔ جہاں ہر وقت آہ وزاری کی صدائیں سننے میں آتی تھیں خوشی کے جشن ہونے لگے۔ جہاں مُدتوں سے اوداسی چھا رہی تھی۔ چہل پہل نظر آنے لگی۔ رنج وافسوس کا نشان نہ رہا۔ دلوں کے آئینے صاف تھے۔ کسی طرح کی کدورت نہ رہی۔ سب ایک دوسرے کو محبت کی نگاہوں سے

دیکھتے تھے۔ گویا اجودھیا میں ایک بہشت کا سماں نظر آتا تھا۔

بھرت جی کی خواہش تھی۔ کہ جس قدر جلدی ہو ہو سکے۔ رام چندر جی سلطنت کا کام سنبھال لیں۔ اور وہ بارِ امانت سے سبکدوش ہوں۔ رام چندر جی بہتیرا سمجھاتے۔ کہ ذرا آرام کر لیں پھر دیکھا جائیگا۔ مگر بھرت جی کو چین نہ آتا تھا۔ وہ بولے۔ "پتا جی سورگباش ہو گئے۔ اب آپ ہی ہیں۔ جو اُن کی جگہ اِس فرض کو ادا کریں گے"۔

رام چندر جی مجبور تھے۔ نہا دھو کر لباس شاہانہ پہنا۔ بھرت جی۔ لچھمن جی۔ سگریو۔ بھبھیکن کو بھی اُجلے کپڑے پہنائے۔ اُدھر رنواس میں سیتا جی نے بھی نہا دھو کر نفیس پوشاک اور زیور زیب تن کیا۔ وقت مقررہ پر رام چندر جی۔ سیتا جی۔ اپنے بھائیوں اُمراء وزراء بھبھیکن۔ سگریو۔ انگد۔ ہنومان جی سمیت دربار میں جلوہ افروز ہوئے۔

جڑاؤ سنگھاسن بچھا تھا۔ سیتا جی کے ساتھ نیک ساعت میں تخت پر بیٹھے۔ گورو وششٹ جی منتر پڑھتے جاتے تھے۔ سُنہری تاج سر پر رکھا۔ کوشلیا سومترا۔ کیکئی ماتاؤں نے زریں پوشاک پہنائی۔ شترگن۔ سونے کا چھتر۔ سگریو طلائی پنکھا۔ اور بھبھیکن چنور لئے قرینے سے استادہ تھے۔ سب سے پہلے وششٹ جی نے تلک دیا۔ سب طرف سے مبارک سلامت کی

صدا بُلند ہوئی - نذریں گذرانی گئیں - پُوجا پاٹ اور دیگر ضروری رسوم کے بعد ببھیکن - سگریو - انگد - ہنومان جی - نل - نیل - جامونت وغیرہ سب کو انعام واکرام سے مالا مال کیا گیا - اور دربار برخاست ہوا ۔

چند روز عیش و عشرت کی محفلیں ہوتی رہیں - پھر رام چندر جی نے ببھیکن - سگریو اور ہنومان وغیرہ سب وفاداروں کو نہایت عزت و احترام سے رُخصت کیا - اور آپ انتظام حکومت میں مصروف ہُوئے ۔

رام چندر جی ایک نہایت نیک - عادل - اور ہر دل عزیز فرماں روا تھے - چند ہی سال میں ایسی خوبی سے مُلک کا انتظام کیا - ایسی ایسی مفید اصلاحیں رائج کیں - کہ رعایا کی وہ تمام آرزوئیں پُوری ہوئیں جن کی اُن کی ذات سے توقع تھی - اپنے بیگانے سب خوش تھے - بھائی فرمانبردار - خویش واقارب ہمدرد اور امیر و وزیر جاں نثار تھے ۔

اُنتیسواں باب

آخری واقعات

رام چندر جی کی شہرت تمام دنیا میں پھیل گئی -

سب راجہ مہاراجہ اُن کے تابع فرمان ہو گئے۔ اُن کی شہنشاہی کا سکّہ جاری تھا۔ کسی کی کیا مجال کہ ذرا دم مار سکے۔ ہر جگہ انصاف کا دَور دَورہ تھا۔ ظلم کا نشان مٹ گیا۔ رعایا خوشحال ہوگئی۔ انتظام حکومت ایسا اعلیٰ کہ کسی قسم کی بے امنی نہ تھی۔ چاروں بھائی ایک جان ایک دوسرے کے خیرخواہ سب رام چندر جی کے اشاروں پر چلتے تھے۔

رام چندر جی کے ہاں دو فرزند پیدا ہوئے۔ ایک کا نام لَو تھا اور دوسرے کا کُش۔ دونو بڑے ہونہار لائق۔ اور نیک سیرت تھے۔ بالمیک رشی کے آشرم میں اُن کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ رام چندر جی اور اہل خاندان اُنہیں بڑی محبت کرتے تھے۔ یہ سب کی فرمانبرداری اپنا فرض سمجھتے تھے۔ مگر افسوس! جب جوان ہوئے۔ سیتا جی نے اس دنیا سے رحلت کی۔ اُنہیں اپنے دلبندوں کی مُرادیں دیکھنے کا موقع نہ ملا۔

سیتا جی کے انتقال پر تمام سلطنت میں ماتم کیا گیا۔ اجودھیا پر رنج و غم کے بادل چھا گئے۔ شاہی محلوں میں آہ وزاری کی صدائیں گونجنے لگیں۔ رام چندر جی کے غم کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دنیا سے جی اچاٹ ہوگیا۔ اُن کی جدائی کا درد ہر وقت ستا رہا تھا۔ زندگی کا مزا جاتا رہا۔ راحت و آرام کے سامان تکلیف دہ نظر آتے تھے۔ خویش واقارب تسلی دیتے تھے۔ امیر و وزیر سمجھاتے تھے۔ مگر دل ایک نہ مانتا تھا۔

ابھی یہ صدمہ تازہ تھا۔ کہ ماتا کوشلیا۔ سومترا اور کیکئی جو نہایت ضعیف اور کمزور ہوگئی تھیں۔ تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد فوت ہوگئیں۔ رام چندر جی ہر دم اسی خیال میں بیقرار رہتے تھے۔ کہ پہلے تو والد بزرگوار کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ پھر سچی رفیق سیتا جی نے ساتھ چھوڑا۔ اب مہربان اور شفیق ماتاؤں کا آسرا جاتا رہا۔ ایسی حالت میں جینا مصیبت کے دن پُورے کرنا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ راج پاٹ چھوڑ کر دُنیا سے کنارہ کیا جائے۔ اب کوئی ہوس باقی نہیں رہی۔ جو کام کرنا تھا کرلیا۔ راکشسوں سے دُنیا کو نجات دی۔ تاج و تخت حاصل کیا۔ رعایا کو خوشحال بنایا۔ اپنے پرائے سب خوش ہیں۔ انتظام سلطنت درست۔ لڑکے ہوشیار اور بھائی تجربہ کار ہیں۔ وزیروں کی وفاداری میں کوئی شک نہیں۔ سب کام ٹھیک چلے گا۔

رام چندر جی اسی اُدھیڑ بن میں تھے۔ کہ سب سے بھاری چوٹ لگی۔ لچھمن جی جو مصیبت کے ایام میں ہر طرح رفیق حال رہے تھے۔ مُنہ موڑ بیٹھے۔ سُرجو ندی میں ایسا غوطہ لگایا۔ کہ پھر نہ اُبھرے۔ رام چندر جی کی رہی سہی ہمت جاتی رہی۔ حوصلہ ٹوٹ گیا۔ صبر و تسکین نے ساتھ چھوڑ دیا۔

رام چندر جی نے وشسٹ جی اور رشیوں سے کہا۔ کہ اب میں دنیا چھوڑنے والا ہوں۔ لچھمن جی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سلطنت بھرت جی کو سونپ دُونگا۔

سب یہ بات سُن کر بے چین ہو گئے۔ دربار میں ہلچل مچ گئی۔ سارا شہر ماتم کدہ بن گیا۔ بھرت جی نے صاف کہ دیا۔ کہ میں بھی مہاراج کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لو اور کش کو راج دیجئے۔ شترگھن کو بُلا کر کاروبار سمجھائیے۔ لیکن مجھے اس سے معاف فرمائیے۔

آخر وششٹ جی اور دیگر مشیروں کی صلاح سے لَو اور کُش کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اور آپ شترگھن کو ملنے کے لئے جو متھرا میں حکمران تھے تشریف لے گئے۔

تین دن اور رات میں متھرا پہنچے۔ لچھمن جی کے سرگباش ہونے اور لَو اور کُش کو راج سپرد کرنے کا حال سنایا۔ شترگھن جی زار زار رونے لگے۔ رام چندر جی نے تسلی دی۔ اور سمجھایا۔ کہ جو کچھ ہؤا بہتر ہؤا۔ ہماری مرضی کے مطابق ہؤا۔ تم کوئی افسوس نہ کرو۔ دُنیا کی تمام چیزیں خواب و خیال ہیں۔ آخر ان کو چھوڑنا ہے۔ ان سے محبت کیسی؟ تم خوش و خرّم زندگی بسر کرو۔ صرف تمہارے ملنے کو ادھر آنا ہؤا۔ بس یہ آخری ملاقات ہے۔

رام چندر جی اجودھیا میں واپس آئے۔ اپنے عزیز و اقارب کو دیکھ کر پیاری رعایا کو درشن دے کر سورگ لوک کو انتقال فرما گئے۔